مطبع نامی منشی نولکشور
مطبوع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین واسطے اللہ ہی کے ہین کہ اپنے محض کرم سے ہمکو شرک اور کفر سے بچایا
اور قرآن شریف اپنے فضل سے آسان کرکے ہمکو سکھایا اور ہزارون درود و سلام اوس کے
رسول پاک کو کہ اونکی زبان فیض ترجمان سے اپنے احکام ہدایت انتظام کو سنایا اور تحیات
بیشمار اونکی آل اطہار و اصحاب کبار پر کہ اونھون نے ہمکو طریقہ اوس رحمۃ للعالمین کا بتایا بعد حمد
اور صلاۃ کے کہتا ہے بندہ ضعیف حقیر کمترین اکرام الدین محتاج الی رحمۃ اللہ المعین کہ
اکثر مسلمان بھائی خصوصاً میر حسین علی نے اس بات پر رغبت دلائی کہ اگر سورۂ فاتحہ کے
فوائد زبان ہندی مین بیان ہوجائین تو سب مسلمانون کو اپنی نماز کا مزہ حاصل ہوجاوے
کیونکہ ہر نماز مین اسی سے کام ہے اور اس سورہ کا اُمّ الکتاب نام ہے اسواسطے اسکا بیان کرنا بہت
ضرور ہے اور تمام قرآن کا بیان کرنا کسکا مقدور ہے بعد اصرار ان لوگون کے جسقدر نکات
اُمّ الکتاب کے اس فقیر کے خیال مین سمائی وہ ان اوراق پر لکھنے مین آئے اور اکثر اقوال تفسیر عزیزیہ
کے اسمین لئے ہین اسواسطے کہ اس فقیر کو وہ اقوال بہت بھائے ہین اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
مین اوسکی تحمید ہے اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ مین اسکی تمجید ہے اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ
مین تمام عبادت کی توجیہ ہے اور وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ مین مدد طلب کرنے کی سوجھ ہے اور

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ مین راہ سیدھی کی طلب کا بیان ہی اور صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مین آخر تک سنت اور بدعت کی پہچان ہی اور آخر رسالے مین ام الکتاب کی فضیلت اور نام ہی اور اس مختصر کا نام تحفۃ الاسلام ہی بارے الحمد للہ کہ یہ رسالہ سن بارہ سو بیالیس ہجری غرہ محرم الحرام مین تمام ہوا اور فضل و کرم الٰہی سے مقبول خاص و عام ہوا جو بھائی مسلمان اسکی سیر کرین چاہیے کہ فقیر کے حق مین دعای خیر کرین حق تعالیٰ اس مختصر کو پسندیدہ خاص و عام کری اور اس عاجز کو اللہ تعالیٰ سے بہرہ نیکنام کرے اور اسکے پڑھنے والون کو اور عمل کرنے والون کو راہ راست معرفت اور ہدایت کی دکھاوی اور اسکو گمراہ کرنے اور بہکانے شیاطین اور اخوان الشیاطین سے بچاوے آمین آمین یا رب العالمین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہون مین ساتھ نام اللہ بخشنے والے مہربان کے

سمجھنا چاہیے کہ جناب باریتعالی نے بسم اللہ مین تین نام فرمائے تا کہ بندہ ہر کام مین دین کا ہو یا دنیا کا ان نامون سے شروع کری کیونکہ تین نام ہر کام کی درستی پر دلالت کرتے ہین یعنی لفظ اللہ کا ہر کام کے حصول پر دلالت کرتا ہی اور لفظ رحمٰن کا اوسکے باقی رہنے پر اور لفظ رحیم کا اوسکے فائدہ دینے پر اسواسطے ان تین نامونکے ساتھ تعلیم کیا تا کہ کام بندے کا برباد نہووی اور اگر کوئی پوچھے کہ کتاب کو بسم اللہ سے کیون شروع کیا کیونکہ لڑکونکو جب مکتب مین بٹھاتے ہین تو الف سے شروع کرواتے ہین اسکے جواب مین دو وجہ ہین اول تو یہ ہی کہ کہا ہی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے کہ تمام علوم حقتعالی کے جو شرائع کے ہین سو چار کتابون مین ہین ایک توریت دوسری انجیل تیسری زبور چوتھی فرقان اور قاعدہ ہی کہ کتاب اخیر جامع مضامین کتب ماسبق ہوتی ہی پس ثابت ہوا کہ سب مطالب اگلی کتابونکے قرآن شریف مین ہین اور تمام مطلب قرآن کا سورۂ فاتحہ مین ہی اور حاصل مطلب سورۂ فاتحہ کا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مین اور خلاصہ بسم اللہ کا حرف با یعنی بے مین ہی اسواسطے کہ بے کے معنی ہین اتصال اور صحبت کے اور غرض تمام علم سے یہی ہی کہ بندے کو اللہ تعالی سے عظمت اور شرف اتصال و صحبت کا حاصل ہو جاوی اور عزت اور کرامت کے ساتھ درجہ قرب کا پاوی پس ثمرہ سب علم کا اس [illegible]

اور دوسری وجہ یہ ہی کہ الف صورت سرکشی کی رکھتا ہی اور بے صورت سرافگندگی کی رکھتی ہی اسواسطے
حرف بے نے یہ مرتبہ پایا چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہی کہ مَن تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنے جو جھکے واسطے اللہ کے
بلند کرتا ہی اللہ اوسکو اور واسطے آگاہی کے اوپر کہ حقتعالی افتادگی کو پسند کرتا ہی اور سرکشی سے ناراض
ہوتا ہی حرف با سے اپنی کتاب کو شروع کیا اور بادشاہونکا معمول ہی کہ جس گھوڑے کو اصطبل مین پسند کرتے ہیں
اوسپر داغ کردیتے ہین تاکہ نشان رہی اور ہر کوئی معلوم کرے کہ یہ پسندیدہ بادشاہ کا ہی اوسپر کوئی
سواری نکرے اور نگاہ بد نڈالے سو بسم اللہ گویا مہر ہے حقتعالی کی بندگی کا مہر جب کوئی کام شروع کرے
اس مہر کے تئین اوس کام کو پہلے تاکہ بندے کی بندگی معلوم ہووی اسیواسطے رسول خدا صلعم ہر کام
کا شروع ساتھ بسم اللہ کے کرتے تھے اور دلیل بسم اللہ کی برکت کی یہ ہی کہ جب حضرت نوح کشتی پر سوار
ہوئے تو غرق کے خوف سے بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا کہکر اوسکو روان کیا کشتی اسی
نام کی برکت سے بچ رہی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح نے آدھی بسم اللہ کہکر نجات پائی جس
جو شخص کہ ساری بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے وہ کیونکر سعادت دارین سے محروم رہیگا نقل ہی کہ
ایک بزرگ نے اس کلمۂ پاک کو لکھواکر وصیت کی میرے کفن مین رکھدینا لوگون نے اسکی وجہ پوچھی
کہا کہ مین نے سنا ہی کہ ایک فقیر کسی امیر کے بڑے دروازہ پر کھڑا سوال کرتا تھا مالک مکان کچھ تھوڑا سا
اوسکو دینے لگا اوس فقیر نے کہا کہ یہ تیری تھوڑی بخشش موافق اس دروازے بلند کے نہین ہی یا تو
بخشش موافق اپنے دروازے کے کر یا دروازے کو موافق اس بخشش کے کر سو یہ آیت
کتاب اللہ کا دروازہ ہی قیامت کے دن اس دروازے کو ہاتھ مین لیے ہوئے صاحب اس دروازے سے
بقدر عظمت اس دروازے کے بخشش طلب کرونگا اب ایک نکتہ اور جاننا چاہیے کہ بسم اللہ کے
اونیس حرف ہین اور موکل عذاب دوزخ کے بھی اونیس ہین سو جو بندہ اسکو پڑھتا ہی قیامت کے دن
اونیسون موکل کے عذاب سے پناہ مین رہیگا اور رات دن کی چوبیس ساعتین ہین سو پانچ ساعتون کو واسطے
پانچ نمازون مقرر ہین پھر باقی رہین اونیس ساعتین سو آدمی چلتا پھرتا اوٹھتا سوتا جاگتا کھاتا
پیتا ہی سو بسم اللہ کو مقرر کیا کہ ان اونیسون مین کہا کرین تاکہ آٹھون پہر یعنی چوبیس ساعتین عبادت مین لکھی جاوین

اور رحمت بسم اللہ مین الہی ہی کہ سورہ برأت پر نہین ہی کیونکہ اوس سورہ مین مشرکین پر قہر الہی کا بیان ہی
اور اس کلام مین رحمت بھری ہوئی ہی دونون ایک جگہ مین جمع نہین ہو سکتے ہین اور ذبح کے وقت جو
بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہین اور رحمن اور رحیم نہین کہتے ہین اوسکی بھی وجہ ہی کہ یہ دونون نام رحمت کے
ہین اور صورت ذبح کی قہر پر دلالت کرتی ہی پس آدمی کو چاہیے کہ اس کلمۂ پاک کو ہر وقت زبان پر
جاری رکھے اور اگر ہر وقت نہو سکے تو ستر بار نماز فرض کے بعد پڑھ لیا کرے حق تعالی کے غضب سے محفوظ
ہوکر رحمت مین داخل ہوگا اور خاصیت اس آیت کی یہ ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی
پاخانے مین جانے سے پہلے بسم اللہ کہے تو جن اور شیاطین اوسکے ستر کو نہین دیکھ سکتے ہین پھر
جس کلمہ کی دنیا مین یہ خاصیت ہی وہ بیشک آخرت مین بھی آگ سے محفوظ رکھیگا یہان تک
بسم اللہ کے معنی تمام ہوئے اب سورۂ فاتحہ کے معنی بیان ہوتے ہین شان نزول اس سورۂ
متبرکہ کا یہ ہی کہ مولانا یعقوب چرخی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہی کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک روز مین جنگل مین چلا جاتا تھا
کہ ناگاہ مین نے ایک آواز سنی کہ یا محمد اس آواز سے مین ڈر کر اپنے گھر چلا آیا اور خدیجہ سے مین نے
یہ حال بیان کیا دوسرے روز خدیجہ مجھے ورقہ بن نوفل کے پاس لیگئی کہ چچازاد بھائی اوسکا تھا اور علم
توریت و انجیل کا اوسے خوب حاصل تھا اوسنے یہ حال سنکر کہا کہ ای ابن عم اگر تو دوبارہ جنگل مین جاوے اور
وہی آواز سنے تو کان رکھکر سننا کہ وہ کیا کہتا ہی دوسرے روز جو جنگل مین گیا تو مین نے پھر سنا کہ یا محمد
اوسوقت دیکھتا کیا ہون کہ ایک تخت زرین درمیان آسمان اور زمین کے ہوا پر کھڑا ہی اور اوسپر ایک
مرد نورانی بیٹھا ہی جب مین نے اوسے دیکھا پھر اوسنے پکارا کہ یا محمد صلعم مین نے کہا کہ حاضر ہون اوسنے
کہا کہ مین جبرئیل ہون اور تو نبی ہی اس امت کا پھر کہا کہ کہہ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ
اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور پھر کہا کہ کہہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ آخر سورہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

یعنی تمام صفت اور ثنا اور خوبیان واسطے اللہ ہی کے ہین

پہلے جاننا چاہیے کہ حمد مین اور مدح مین اور شکر مین کیا فرق ہی جب تینون مین فرق سمجھا جاویگا
تو حمد کے معنی خوب ذہن مین آوینگے پس مدح زندہ اور غیر زندہ دونو نکو شامل ہی جیسے کہتے ہین کہ
فلانا باغ کیا اچھا ہی اور فلانا موتی کیا خوب ہی یا فلانے کی آنکھین کیا اچھی ہین اور فلانا شخص بڑا
نیکبخت ہی اور حمد فقط زندہ کو ہوتی ہی اور مدح کبھی پہلے احسان کے ہوتی ہی اور کبھی بعد احسان کے اور حمد بعد
احسان کے ہی ہوتی ہی اور بعض مدح ممنوع بھی ہی کہ آنحضرت نے فرمایا ہی احثوا التراب فی وجوہ
المداحین یعنی خاک ڈالو منھ مین مدح کرنیوالون کے یعنی جو بیجا مدح کرتے ہین اور حمد ہر طرح درست بلکہ
مستحب ہی جیسے کہ حضرت نے فرمایا ہی من لم یحمد الناس لم یحمد اللہ یعنی جسنے حمد نہ کی لوگونکی
اوسنے حمد نہ کی اللہ کی اور جاننا چاہیے کہ حمد اور مدح مین ایک فرق یہ بھی ہی کہ حمد اوسکو کہتے ہین کہ
محمود مین جو صفتین واقعی ہون اونکا بیان کرے اور مدح مین یہ قید نہین اگر واقعی صفتون سے زیادہ
تعریف کرے اوسکو مدح کہتے ہین حمد نہین کہتے ہین اسواسطے حمد ہمیشہ درست اور جائز ہوتی ہی اور
مدح جس صورت مین خلاف واقع ہو ناجائز ہوتی ہی اسواسطے مداحون کے منھ مین خاک ڈالنیکا
حکم دیا ہی کیونکہ ہر چیز فنا ہونیوالی ہی اور عیب دار ہی بہت مدح نہ چاہیے اور شکر عوض مین نعمت
بھیجی ہوئی کے ہوتا ہی اور بدون نعمت کے نہین ہوتا اور حمد اوپر نعمت بھیجی کے اور غیر بھیجی کے
دونون پر ہوتی ہی اللہ تعالی مستوجب حمد کا ہر حال مین ہی قطع نظر وصول النعمت کے سو اسواسطے
حمد کو اوپر مدح کے اور شکر کے اختیار فرمایا اور المدح للہ والشکر للہ نہ فرمایا اور اگر کوئی کہے کہ یہ سورۃ تو
بندے کو تعلیم فرمائی ہی یون فرمایا ہوتا احمد اللہ یعنی حمد کرتا ہون مین اللہ کو سو یہ اسواسطے
نہ کہا کہ اسمین دعوی ہوتا ہی کہ مین حمد کرتا ہون اور حالانکہ تمام مخلوق عاجز ہی اس سے کہ حمد کرے
اوس خالق کل کی پھر بشر عاجز کا کیا مقدور ہی کہ حمد خداوندی کی بجا لاوے اسواسطے یون نہ فرمایا
تا کہ بندہ قیامت کو شرمندہ نہووے وقت پوچھنے کے کہ تو بار بار پانچون نماز مین جو
کہتا تھا کہ مین حمد کرتا ہون سو تونے کیا حمد کی بس معنی الحمد للہ کے یہ ہوئی کہ تمام تعریف واسطے
اللہ کے بندی ہے وہ تعریف ہوسکے یا نہوسکے لیکن سب اوسیکے واسطے ہی نقل ہی کہ حضرت داؤد نے حقتعالی کی

جناب مین عرض کیا کہ خداوندا مین کیونکر تیرے شکر سے عہدہ بر آ ہوؤن کسواسطے کہ جو شکر مین کرتا ہون وہ تیری ہی توفیق سے کرتا ہون پس اس شکر کیواسطے ایک شکر اور چاہیے اور بندہ اسپر کہان قادر ہوسکتا ہی فرمایا کہ اے داؤد جب بندے نے میرے شکر سے آپکو عاجز جانا گویا میرا شکر بجالایا جیسا کہ کسی نے کہا ہی ع خاموشی از ثنای تو حد ثنای تست + اسواسطے اپنی رحمت سے الحمد للہ یہ فرمایا کہ دعوی حمد کا محض غلط ہوتا ہی اور اگر کوئی کہے کہ حمد کے قابل اور بھی لوگ ہوتے ہین جیسے مرید پیر کی حمد کرتا ہی اور شاگرد اوستاد کی اور لڑکا ماں باپ کی سو تمام حمد اللہ ہی کو نہوئی بلکہ حمد مین اور بھی شریک ہوگئے اسکا جواب یہ ہی کہ یہی حمد اللہ ہی کی ہوجاتی ہی کیونکہ اگر وہ محبت ماں باپ کے جی مین نہ ڈالتا تو وہ کیونکر لڑکے کو پالتے اور اگر پیر اور اوستاد کو علم پر قدرت نہ دیتا اور اونکے جی مین ہماری تعلیم کی محبت نہ ڈالتا تو وہ کیونکر تعلیم کرسکتے یا امیرون کو اور بادشاہونکو دولت نہ دیتا اور توفیق خیر جی مین نہ ڈالتا تو وہ غریبونکو کیونکر پرورش کرسکتے کیونکہ جو خود محتاج ہو وہ دوسرے کو کیا دلیوے سو یہ حمد بھی اللہ ہی کیواسطے ہی دوسرے کیواسطے نہین ہے اسکی مثال ایسی ہی جیسے کہ ایک امیر کے گھر ہم مہمان گئے اور اوس امیر نے اپنے خدمتگارون سے کہا کہ جسوقت انکو کچھ حاجت ہو اوسی وقت اوس حاجت کو بر لاؤ سو نادان لوگ اون خدمتگارون کو اپنا منعم جانتے ہین اور دانا لوگونکا خیال اوس امیر کے انعام پر رہتا ہی اور خدمتگارون کو واسطہ محض سمجھتے ہین اور جب حمد کرتے ہین اوس امیر ہی کی حمد کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ امیر اگر اجازت نہ دیتا تو خدمتگار لوگ ہماری خدمت کیون کرتے سو مسلمانونکو یہ چاہیے کہ نعمت کسی نہ کسی کے ہاتھ سے پہونچے اوسکو یون سمجھے کہ میرا بادشاہ خوان بھر بھر کر نعمت اپنے خدمتگارونکے ہاتھ بھیجتا ہی اور اس پردے مین میری پرورش کرتا ہی اور یہ نصیحت لڑکونکی ہوتی کہ جب ماں باپ نے اپنے لڑکے کو حوالے دائی کے کیا اور وہ لڑکا دائی سے ہلا تو دائی سے خیرات مانگنے لگا تب وہ دائی اوسکے ماں باپ سے لیکر اوسکو دیتی ہی سو وہ لڑکا نادانی سے جانتا ہی کہ میری منعم دائی ہی سو مسلمان بالغ کو چاہیے کہ مانند اوس لڑکے نادان کے نہ بن جاوے بلکہ نعمت کسی کے ہاتھ سے پہونچے تو یون جانے کہ میرے آقا نے بھیجوائی ہی چنانچہ قرآن شریف مین بھی اسکا اشارہ کیا ہی کہ وَمَا بِكُم مِّن نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ یعنی جو نعمت تمکو پہونچی ہی وہ اللہ ہی کیطرف سے پہونچی ہی اور ... الوہ خدمتگار اوس آقا کے ہین

جسکے ہاتھ سے آوے تو لازم ہی اوسکا بھی شکر کرے کیونکہ ہی آقا نے فرمایا ہی جیسا کہ حقتعالی فرماتا ہی اَنِ اشْکُرْ لِی
وَلِوَالِدَیْکَ یعنی میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا اور جاننا چاہیئے کہ منعم اوسے کہتے ہین کہ نعمت کے
بدلے مین کوئی چیز طلب کرے سو یہ ذات پاک حق تعالی کی ہی کہ بغیر غرض انعام فرماتا ہی اور بندہ جو
احسان کرتا ہی سو وہ غرض سے خالی نہین ہوتا کوئی ثواب چاہتا ہی کوئی رضامندی اوسکی چاہتا ہی
کوئی ناموری چاہتا ہی کوئی عوض اوسکا چاہتا ہی غرض انعام محض کوئی نہین کرتا ہی سوا جناب
پاک کبریا کے ہین جب کہ انعام غرض سے خالی نہو تو وہ منعم حقیقی نہوا اور جب منعم حقیقی نہوا تو لائق حمد کی حقیقی بھی
نہوا اور اگر کوئی کہے کہ ہر جگہ تسبیح کو اوپر تحمید کے مقدم کیا مثلاً فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یہان فقط تحمید کو
ذکر کیا اسکا کیا سبب ہی اسکا جواب یہ ہی کہ تسبیح مقدم اوپر تحمید کے اوسوقت ہوتی ہی کہ جہان دونو
مذکور ہون اور اس سورت مین فقط تحمید کا ذکر ہی اور کوئی یہ کہے کہ یہان تحمید کو کیون اختیار کیا اور
تسبیح کو نکیا اسکا جواب یہ ہی کہ تحمید کے معنون مین تسبیح کے معنی آجاتی ہین اور تسبیح کے معنون مین
تحمید کے معنی نہین آتی کیونکہ تسبیح کے معنی یہ ہین کہ ذات اور صفات حق تعالی کی سب نقصانون سے اور
عیبون سے پاک ہی اور معنی تحمید کے یہ ہین کہ تمام خوبیان اوسی کیواسطے ہین پس معلوم ہوا کہ کوئی نقصان
اوسمین نہین ہی اسواسطے کہ تمام خوبیان اوسمین ہوتی ہین کہ جسمین کسی طرح کا نقصان یا عیب نہووے
سو معنی تسبیح کے تحمید مین حاصل ہوتے ہین اسواسطے تسبیح کا ذکر کرنا کچھ ضرور نہوا اور علما نے کہا ہے
الحمد للہ کے آٹھ حرف ہین اور دروازے بہشت کے بھی آٹھ ہین جب بندہ نے الحمد للہ کہا آٹھون دروازے
اوسکے واسطے کھلتے ہین اور عالمون نے کہا ہی کہ یہ کلمہ بڑا بزرگ ہی اوسکو موقع جگہ پر پڑھے ایک
نقل ہی کہ اوسکے سننے سے خوب سمجھ مین آجاویگا کہ کونسی جگہ لائق کہنے کے ہی اور کونسی نہین ہے
ایک بزرگ کہتے تھے کہ مین نے ایکبار الحمد للہ کہا تھا اوسوقت سے تیس برس ہوئے استغفار کرتا ہون
لوگون نے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہی کیونکہ استغفار تو گناہون سے کرتے ہین جواب دیا کہ جسوقت
اوسکے کہنے سے گناہ ہوتا ہی پھر بیان کیا کہ سبب استغفار کا یہ ہی کہ ایک روز بغداد مین آگ لگی اور
دکانین ساری جل گئین اور میری بھی دکان وہان تھی ایک آدمی نے آن کر کہا کہ اے شیخ تیری دکان بچ رہی

اور سب جل گئیں میں نے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پھر جو میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ اس جگہ یہ کلمہ کہنا خلاف
مروت کے ہے کیونکہ سب مسلمانون کا مال جل گیا اور میں نے کلمہ غمگساری کا نہ کہا بلکہ اپنے مال بچنے پر خوش ہوا سو
یہ خلاف اسلام کے ہے مسلمان وہ ہے کہ جیسے اپنے نقصان پر ملول ہو ویسا ہی دوسرے بھائی کے
نقصان میں بچنے انا للہ کے بدلے الحمد للہ کہا سو اسواسطے تیس برس سے استغفار کرتا ہون اور
بزرگی اس کلمے کی یہ ہے کہ جب حضرت آدم کے بدن میں روح ناف تک پہونچی تو چھینک آئی کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
حق تعالیٰ نے جواب فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ اور گروہ فرشتوں کے ایک طرف بیٹھے تھے فرمایا اسنے کہ اے آدم انکے
پاس جا اور کہہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ سو بموجب حکم کے گئے اور کہا انھوں نے جواب دیا وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ
وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَمَغْفِرَتُہٗ تب فرمایا حقتعالیٰ نے کہ یہی تحفہ تیری ذریت کیواسطے مقرر ہوا ہے
کہ وقت ملاقات کے سلام علیک کیا کریں اور جو کوئی چھینکے تو وہ الحمد للہ کہے اور دوسرا یرحمک اللہ
کہے اور اہل جنت کا بھی یہی سلام علیکم تحفہ ہے اور نعمت ملنے کے بعد الحمد للہ کہیں چنانچہ قرآن شریف
میں فرمایا ہے وَآخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور اگر کوئی کہے نزول اس
سورت کا واسطے تعلیم کرنے بندوں کے ہے کہ مناجات کے وقت یوں کہا کریں پس کیوں نہ فرمایا
کہ قولوا الحمد للہ یعنی کہو الحمد للہ جواب اسکا یہ ہے کہ اگر یوں فرمایا ہوتا تو اس کلمے کے کہنے کا حکم
ہو جاتا اور بندے اسکے اگر بندے قصور کرتے تو اونپر غضب نازل ہوتا اسواسطے کہ حکم نہ ماننا
بادشاہ عالیقدر کا موجب غضب کا ہے مثال اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی لڑکا اپنے باپ کا حکم
نہ مانے تو باپ اوسکا بہت ناراض ہوگا اسواسطے کہ صاف حکم کو ٹالا اور اگر یوں کہے کہ فلانا کام
ضروری ہے اور خطاب نہ کرے کسی سے اور بیٹا وہ کام نہ کرے تو چندان خفگی کے لائق نہوگا اسواسطے
کہ اسکو عذر کی گنجایش ہے اور بندہ اللہ جل شانہ کی حمد سے عاجز ہے یہانتک کہ آنحضرت
نے فرمایا ہے لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ
تو دوسرے کا کیا مقدور ہے کہ اوسکی حمد بجا لاوے اسواسطے اپنی رحمت سے
صاف حکم نہ کیا کہ وقت قصور کے عذاب میں گرفتار ہوویں

رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

یعنے پرورش کرنے والا عالموں کا ہے

رب کے کئی معنی آئے ہیں ایک مالک دوسرے موجد یعنی خالق تیسرے سردار چوتھے مربی اور
یہ سب معنی اللہ کی ذات پاک میں پائے جاتے ہیں مگر اس مقام میں مناسب تر معنی مربی کے ہیں یعنی
ربوبیت کے اور ربوبیت کے معنی پرورش کرنیکے ہیں یعنی ایک چیز کو درجہ بدرجہ کمال کو پہونچانا
جیسے کہ باغبان پہلے بیج بوتا ہے جب شاخ نکلتی ہے تو پانی دیتا ہے جب بڑا ہوجاتا ہے تو تھالا بناتا ہے غرض
اسیطرح سے تربیت کرتا ہے تاکہ اپنے کمال کو پہونچے اور جب کمال کو پہونچتا ہے تو پھول پھل لاتا ہے اور جیسے کہ
ماں اور باپ اپنے لڑکے کے حق میں پرورش کرتے ہیں لیکن ربوبیت کبھی خاص ہوتی ہے ساتھ ایک
شخص کے کہ ماں اور باپ فرزند کے حق میں ربوبیت کرتے ہیں یا باغبان ایک باغ کے حق میں
پرورش کرتا ہے یا بادشاہ اور امیر اپنے ملک اور لشکر کے حق میں ربوبیت کرتے ہیں سو اس قسم کی ربوبیت
کرنیوالے کو کوئی موحد اور مشرک قابل عبادت کے نہیں جانتا ہے اور کبھی ربوبیت کلی ہر چیز پر ہوتی ہے جیسے کہ
ربوبیت اربع عناصر کی روحیں اونپر مقرر ہیں مثلاً ہندوؤں کے گمان میں پانی پر جو روح ہے ہندی زبا
ن میں نام اوسکا بھیرون ہے اور آگ پر جو مقرر ہے نام اوسکا جوالا ہے یا ربوبیت یا تاثیر چاند کی اور سورج کی
اور سوا اسکے جو اور ستارے ہیں مثلاً مریخ مشتری تیسری اقلیم کا ہے سو اس ربوبیت کو عام سمجھکر مشرک لوگ
قابل عبادت کے جانتے ہیں اور دھوکے میں پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکی پرورش سب پر عام ہے لیاقت
عبادت کی یہ سب چیزیں رکھتی ہیں کوئی گنگا نام رکھکر پوجتا ہے اور کوئی خواجہ خضر کے وسیلے سے
دریا پر پھول اور ناؤ چڑھاتا ہے اور کوئی قمر در عقرب کو تلاش کرتا ہے کہ اگر قمر عقرب میں آیا تو شادی نکروں
کوئی [illegible] کیواسطے ستاروں کی گردش اور اونکے [illegible] دن کو پوچھتا ہے اور حقیقت غور کرکے نہیں
دیکھتے ہیں کہ انکی بھی ربوبیت عام نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ جو پرورش سورج کی ہے وہ چاند نہیں کرسکتا ہے
اسیطرح سے آگ کی پرورش جو ہے وہ پانی میں نہیں ہے اور جو پانی کی پرورش ہے وہ آگ میں نہیں پس معلوم ہوا کہ انکی بھی
پرورش خاص ہے ایک ایک چیز پر مثلاً تاثیر سورج کی عالم حرارت میں ہے رطوبت میں نہیں اور تاثیر چاند کی عالم

رطوبت ہی حرارت مین نہین چاند محتاج ہی حرارت کے پیدا کرنے مین اور سورج عاجز ہی رطوبت کے
پیدا کرنے مین سوا انکی بھی پرورش خاص ہی عام نہین ہی اور ایک دوسرے کی تاثیر مین عاجز اور
محتاج ہی اور تاثیر ان سب ستارون کی مثلاً تاثیر آفتاب کی عالم حرارت مین اور تاثیر چاند کی عالم
رطوبت مین اپنی ذات سے نہین بلکہ اوس تاثیر کو بھی وہی رب العالمین پیدا کرتا ہی سورج اور چاند کو
کچھ اپنا اختیار نہین جیسے قلم لکھنے والے کے ہاتھ مین ہوتا ہی اور لکھنے مین اپنا اختیار کسی طرح نہین رکھتا
ایسے ہی حال ان سب روحون اور ستارونکا ہی پس اون سب مین دو طرح کا نقصان ہی ایک یہ کہ انکا
سب عالم مین تصرف نہین دوسری یہ کہ جس قسم مین اوسکی تاثیر ہی وہ اپنی ذات مین اور اپنے اختیار مین
نہین پس انکو پوجنا ایسا ہوا کہ جیسے کوئی قلم کی پوجا اور بندگی کرے اس غرض سے کہ وہ پروانہ
حاجت براری کا اسکے واسطے لکھے اور جب عاجزی اور محتاجی انکی ثابت ہوئی تو وہ قابل عبادت کے
نرہے اور جب قابل عبادت کے نرہے پھر جو عبادت کرے اونکو وہ مشرک ہی عبادت چاہیے
رب العالمین کو کہ جو تمام عالمون کا رب ہی کہ پرورش اوسکی تمام عالمون کو احاطہ کر رہی ہی نقل ہی
کہ جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ مَا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ یعنے کون ہی
رب سب جہانون کا اونھون نے جواب دیا کہ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنی جو
آسمانون کا اور زمینون کا اور جو کہ اون دونون مین ہے فرعون کو بڑا تعجب آیا تب حضرت نے دوبارہ
فرمایا رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ پہلی بار تو جو عام ربوبیت مکانون مین تھی وہ فرمائی اور
دوسری بار جو عام ربوبیت زمانون مین تھی وہ ارشاد کی گویا کہ یون ہوا کہ جب اوسنے پوچھا کہ کون ہے
رب العالمین حضرت نے فرمایا کہ وہ ہے جو مالک ہے آسمانون کا اور زمینون کا اور جو مکان ہین
ان دونون مین جب اوسے تعجب ہوا تو فرمایا کہ تو مکانون مین کا رب جان کر گھبرایا بلکہ جس زمانے مین
کہ تمھارے باپ دادا پیدا کیا ہی اوس زمانے کا بھی وہی مالک ہے فرعون نے بہت محال جانا اسکو
کہ ایک ذات اتنے مکانون میں اور زمانون مین کیونکر رہ سکے اسکو محال جانکر حضرت موسیٰ کو مجنون
ٹھہرایا جب حضرت نے دیکھا کہ اسنے بہت بعید جانا ربوبیت عام کو فرمایا تو اسی کو جید

جانتا ہی اوسکی ربوبیت اس سے بھی بڑی ہی رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا یعنی رب
پورب کا اور پچھم کا اور جو کچھ بیچ پورب اور پچھم کے ہی یعنی جیسے کہ ربوبیت اوسکی عام ہی مکانون مین
اور زمانون مین اسی طور سے عام ہی اوضاع مختلف ہین کہ پورب کی وضع کچھ اور ہی اور پچھان کی
وضع کچھ اور ہی پچھان کی بولی کچھ اور طور کی ہی اور پورب کی بولی کچھ اور طور کی ہی سو معلوم ہوا کہ قابل
عبادت کے اور لائق حمد و ثنا کے وہی ایک ذات ہی کہ ہر چیز اوسکی محتاج ہی اور ربوبیت اوسکی خاص نہین
بلکہ عام ہی اسواسطے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے جب دیکھا کہ کوئی سورج کو پوجتا ہے اور
کوئی چاند کو اور کوئی ستارون کو توجہ کر کے جو دیکھا تو حق تعالی کے روبرو ان سب کو عاجز پایا
اوسوقت سب مشرکین کے طریقے سے بیزار ہو کر اپنے پروردگار حقیقی کی طرف رجوع کیا اور کہا
اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ
سو حق تعالی نے اس اعتقاد کو بہت پسند کیا اور اوس روز سے خلیل اپنا مقرر کیا اب ایک
تقریر اور بیان ہوتی ہی اوسکے سمجھنے سے رب العالمین کے معنی خوب ذہن نشین ہو جاوینگے سو
جاننا چاہیے کہ عالم مین جو موجود ہی یا تو ذات ہی یا صفت پھر ذات جیسے آسمان اور زمین صفت
جیسے رنگ اور مزہ اور بو اور ذات کو منطقی جوہر کہتے ہین اور صفت کو عرض کہتے ہین اور ذات کی
دو قسم ہین ایک جسم دوسری روح جسم اوسکو کہتے ہین کہ محسوس ہوا اور طول عرض عمق رکھتا ہو اور
ایک صورت اور مقدار اوسکی معین ہو اور اپنی صورت اور مقدار کو چھوڑ کر دوسری صورت اور مقدار کو
اختیار نکرے اور روح اوسکو کہتے ہین کہ محسوس نہو اور طول عرض عمق اور مقدار اور صورت معین نرکھے
بلکہ جیسی شکل چاہے ویسی اختیار کرے اور جیسی مقدار چاہے ویسی ہو جاوے اور جو کچھ چاہے
بنکر دکھلائی دینے لگے چاہے آدمی بن جاوے چاہے حیوان اور مراد روح سے فقط جان ہی نہین
بلکہ شامل ہی ملائکہ اور جنات کو بھی اور جسم کی بھی دو قسم ہین ایک علوی اور ایک سفلی اور علوی کی بہت
قسم ہین جیسے عرش اور کرسی اور سدرۃ المنتہی ہی اور لوح اور قلم اور بہشت اور دوزخ اور ستارے
اور آسمان ساتون اور سفلی کی بھی دو قسم ہین ایک بسیط ہی کہ وہ ایک تو ہو کسی جیسے ملکر نہی ہو اونکو

کہ پانی آگ ہوا خاک دوسری مرکب ہی کہ ان بسیط چیزون سے ملکر بنی ہو پھر اگر چارون چیزون سے
ملکر بنی ہی تو اوسکو مرکب تام کہتے ہین جیسے کہ معدنیات اور نباتات اور حیوانات اور ان تین قسمون کو
مرکب تام اسواسطے کہتے ہین کہ یہ چارون چیزون سے یعنی خاک اور پانی اور آگ اور ہوا سے مرکب ہو کر
بنی ہین اور اونکے اقسام کی تفصیل بیان نہین ہو سکتی ہی اور اگر تین سے یا دو سے ملکر بنی ہو اوسکو
مرکب ناقص کہتے ہین اس قسم کی چیزین بھی حق تعالی نے بہت بنائی ہین کہ بیان اونکا مشکل ہی مگر مختصر کچھ بیان
کرتا ہون کہ قدرت رب العالمین کی معلوم ہو جاوی جیسے کہ بخار ہی کہ یہ مرکب ہی پانی اور ہوا سے اور غبار ہی
کہ مرکب ہی خاک اور ہوا سے یا دھوان ہی کہ مرکب ہی آگ اور ہوا سے ان تینون سے رب العالمین نے عالم
بہت سی پیدا کیے ہین غبار سے آندھی کو پیدا کرتا ہی بخار سے مینھہ کو برساتا ہی اور جب بخار بہت دور چڑھ جاتا ہی
تو وہان جا کر سردی پکڑتا ہی اوس سے برف پیدا ہوتی ہی اور اوسی سے بجلی اور کڑک اور ستارے دمدار اور
ستارے ٹوٹنے کی شکل کے پیدا ہوتے ہین اور جب بخار اور دھوان ملکر زمین مین بند ہو جاتا ہی پھر وہ حرکت کرتا ہی
تو اوس سے زلزلہ پیدا ہوتا ہی اور جب صرف بخار زمین مین جا کر بند ہوتا ہی اور ہوا کی قوت سے باہر آتا ہی
تو اوس سے چشمے جاری ہوتی ہین اور جو کچھ بخار درمیان آسمان اور زمین کے بسبب سردی ہوا کی رات کو جم جاتا ہی
پھر زمین پر گرتا ہی سو اوسکو شبنم کہتے ہین اور اگر جم کر آسمان و زمین مین ٹھہر رہتا ہی اوسکو کہر کہتے ہین اور
کہاسا بھی کہتی ہین اور بعضی شہرون مین یہی بخارات جمکر شکر سفید اور شکر سرخ کی صورت ہو کر زمین پر
برستے ہین اوسکو ترنجبین اور شیر خشت ارمن کہتی ہین غرض جسکو رب العالمین کی ربوبیت کا دریافت کرنا
بالکل منظور ہو تو کتاب عجائب کائنات مین دیکہ لیوی اور ارواح کی بھی کئی قسمین ہین ایک روح تو صرف
نیک ہوتی ہی اوسکو فرشتہ کہتے ہین اور ایک صرف بد ہوتی ہی اوسکو شیاطین کہتے ہین یا ملی ہوئی ہوتی ہی
نیکی اور بدی سے اوسکی دو قسمین ہین ایک جن دوسرے بنی آدم اور فرشتے بھی تین قسم کے ہین
ایک قسم کے وہ فرشتے ہین کہ اونکو خدمت ہی اجسام علوی کی جیسے کہ اوٹھانیوالے عرش کے
اور نگاہ رکھنے والے کرسی کے اور داروغہ بہشت اور دوزخ کے اور رہنے والے سدرۃ المنتہی کے
اور بیت المعمور کے اور کھینچنے والے ستارون کے اور چرخ دینے والے آسمانون کے اور

ف معدنیات

ف

دربان اونکے ہین اور اونہین مین سے ایک فرقہ ہی کہ اجسام سفلی سے علاقہ رکھتے ہین جیسے کہ فرشتے
ابر اور ہوا پر موکل ہین کہ ہر قطرہ کے ساتھ آتے ہین اور ہوا موافق حکم کے چلاتے ہین اور بعضے فرشتے
درختون پر موکل ہین اور بعضے آدمیون کی محافظت کرتے ہین اور اونکے اعمال لکھتے ہین اور بعضے فرشتے
مقرر ہین اس بات پر کہ جو لوگ اسمای الٰہی اور عزیمت پڑھین اونکی مدد اور اعانت کرین مگر یہ جاننا چاہیے
کہ بے حکم خدا تعالی کے کسی مین کسی طرح کی کچھ طاقت نہین ہی کہ اپنے اختیار سے کچھ کر سکین اور اپنے معتقدین کو
کچھ نفع یا اپنے منکرین کو کچھ ضرر پہونچا سکین یہ بات ہرگز نہین ہو سکتی ہی اور دوست اونکا وہی ہی
کہ جو اللہ کا بندہ فرمانبردار ہی اور دشمن اونکا وہی ہی کہ جو بندہ نافرمان ہی اور دوسری قسم
فرشتون کی وہ ہی کہ عبادت مین مشغول ہین اور خدمت اونکی تسبیح اور تقدیس اور ذکر الٰہی ہی اسطرح
کے فرشتے اتنے ہین کہ بشر کا مقدور نہین ہی کہ اونکو گن سکے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ
آسمانون کی ایک بالشت بھر جگہ فرشتون سے خالی نہین ہی جس جگہ دیکھے ہین یا فرشتے ہاتھ باندھے
کھڑے ہین یا رکوع مین ہین یا سجود مین ہین تیسری قسم کے فرشتے وہ ہین کہ بڑی بڑی کام عالم مین اونکی
تدبیر سے ہوتے ہین جیسے وحی کا لانا اور رزق کا پہونچانا اور فتح اور شکست کا دینا اور ارزانی
اور گرانی کا کرنا اور مال و دولت کا دینا اور جان کا نکالنا اور ملک کا برباد کر دینا سو ان کامون مین
حق تبارک و تعالی نے چار فرشتون کو مقرر کیا ہی جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل اور اونکے فرمانبردار فرشتے
بہت سے ہین کہ اللہ جل شانہ کا حکم پہلے ان چارون کو پہونچتا ہی پھر یہ اپنے فرمانبردارون کو حکم دیتے ہین
اور خود بھی کرتے ہین اور جاننا چاہیے کہ تمام عالم کے ساتھ ربوبیت رب العالمین کی بہت انواع
و اقسام کی ہی اور اسباب اوسکے اسقدر ہین کہ اوسکا شمار بہت مشکل ہے آدمی کا مقدور نہین ہے کہ
بیان کر سکے کیونکہ ایک پرورش انسان مین سیکڑون اسباب ہین تفصیل اوسکی نہین ہو سکتی ہے
مگر مثال کے واسطے تھوڑا سا بیان کرتا ہون تاکہ معلوم ہو جاوے کہ رب العالمین کی ربوبیت کو کوئی قیاس
مین نہین لا سکتا مثلاً آدمی ایک اپنی غذا کو غور سے دیکھے کہ جسکو دو دو اور تین تین وقت کھاتا ہے
اور اوسکی خوبیون سے غافل رہتا ہے سو نگاہ کرے کہ کس کسطرح کے اسباب ایک کھانے کے واسطے

ف بیان حواس خمسہ
قوت لامسہ
قوت شامہ
قوت باصرہ
قوت سامعہ
قوت ذائقہ
ف بیان حافظہ
بیان قوت ناطقہ

پیدا کیے ہیں پہلے تو پانچ حواس دیے ہیں کہ جسکو حواس خمسہ کہتے ہیں او ر عین ہے ایک قوت
چھونے کی دی ہے تاکہ آگ کی گرمی اور برف کی سردی اور نیلوفر کی نرمی کو دریافت کرے اور سخت اور نرم
چیز کو پہچان کر بچاوے اگر یہ قوت اوسکو چھونے کی نہ دی ہوتی تو پتھر کو بھی منھ میں ڈال جاتا اور آگ کو بھی
کھا لیتا غرض کوئی چیز نفع کرنیوالی اور ضرر پہونچانیوالی چھونے سے نہ پہچان سکتا اور دوسری قوت
سونگھنے کی دی ہے تاکہ جسمیں بری بو ہو اوسکو نہ سونگھے اور نہ کھاوے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو مشک
اور چرک اوسکے نزدیک برابر ہوتی تیسری قوت دیکھنے کی دی ہے تاکہ خوشرنگ چیز کو دیکھکر
مسرور ہووے اور خواہش کرے اور اچھی اچھی چیزون کو کھاوے اور بری بری چیزون سے
نفرت کرے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو خوشرنگ اور بدرنگ اوسکے نزدیک برابر ہوتا اچھی اور
بری چیز کی قدر نہ ہوتی اور نافع کی رغبت نہ کر سکتا اور ضار سے بچ نہ سکتا پھر چوتھی قوت
سننے کی دی ہے تاکہ اچھی چیز کا نام سنکے اوسکو منگا کے کھاوے اور بری چیز کا نام سنکر اوس سے
بھاگے اور کوئی کہے کہ تجھکو فلانا مارنے آتا ہے تو چھپ رہے اور کوئی کہے کہ خلعت دینے آتا ہے تو بیٹھا
رہے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو اچھی چیز پر رغبت نکر سکتا اور بری چیز سے بچ نہ سکتا پھر
پانچوین قوت چکھنے کی دی ہے تاکہ مزہ دریافت کرے کہ یہ چیز میٹھی ہے یا کھٹی ہے اور کڑوی ہے
یا پھیکی ہے اگر یہ قوت نہ دی ہوتی تو مزے سے واقف نہوتا کہ کڑوی کونسی چیز ہے اور میٹھی کونسی چیز ہے
اوسکے آگے ایلوا اور مصری برابر ہوتا اور طبیعت اچھی طرح قبول نکرتی ہمیشہ بیماریون میں گرفتار رہتا
پھر رب العالمین نے حافظہ عنایت کیا تاکہ اچھی چیزون کا مزہ اور رنگ اور خوشبو یاد رکھے
اگر حافظے کو پیدا نہ کرتا تو جب کھاتا تب ہی مزہ آتا پھر مزہ بھول جاتا تو کیونکر پھر باشتیاق کرکے
منگاتا اور کھاتا پھر قوت کلام کرنے کی دی ہے تاکہ کھانے کے وقت فرمایش کرے کہ فلانی چیز
میرے آگے لاؤ اور فلانی چیز کو اوٹھا لیجاؤ یا فلانی چیز آج پکوانا اور فلانی چیز نہ پکوانا پھر اگر
یہ قوت نہ دی ہوتی تو جی چاہتا گوشت کو آگے آتی دال اور جی چاہتا دال کو تو آگے آتا گوشت
کسواسطے کہ بولا تو جاتا نہیں جو کچھ سامنے آتا وہی کھانا پڑتا پھر پانون واسطے

تلاش کر دیے ہین اور ہاتھ واسطے پکڑنے کے بنائے ہین اگر رب العالمین پانوین نہ دیتا تو اپنی
مرغوب غذا کو کیونکر تلاش کرکے لاتا اور اگر ہاتھ نہ بناتا تو مانند جانورون کے کھایا کرتا اور منھ کو
اسواسطے بنایا ہی کہ معدہ مین غذا کو پہونچا دیوے اور دانت غذا کے چبانے کے واسطے بنائے ہین
تاکہ نگلنا غذا کا آسان ہوجاوے اور زبان کو بنایا ہے تاکہ غذا کو ہلاوے اور چبانے کے لیے
اوسکو دانتون کے نیچے لاوے اور تاکہ اوسکا مزہ پاوے کہ پھر اوس غذا کو رغبت کرکے منگاوے
اور کھاوے اور تھوک بنایا ہی اسواسطے کہ نوالہ تر ہوجاوے اگر تھوک نہ بناتا تو ایک نوالہ حلق سے
خشکی کے سبب اوترنا مشکل پڑتا اور اگر خرخرہ حلق کا نہ بناتا تو کوئی نوالا کہین کا کہین جا رہتا پھر
بڑی تکلیف پاتا اور ربوبیت رب العالمین کی دیکھنا چاہیے کہ معدے کو اسطرح سے بنایا ہی کہ جبتک
غذا اوسمین نہین جاتی ہی جب تک منھ اوسکا کھلا رہتا ہی اور جب اوسمین غذا گئی تو اوسی وقت
اوسکا منھ بند ہوجاتا ہی پھر جب تک اوسمین غذا پکتی ہے تب تک بند رہتا ہے اور اگر اوسوقت
کھلا رہے تو غذا کچی رہے اور آدمی کو بدہضمی ہو اور غذا کی پکانے کے واسطے معدے مین گرمی کو پیدا کیا ہے
پھر غذا بعد پکنے کے کیلوس ہوکر رگون مین سے کلیجے کو پہونچتی ہی پھر وہان جا کر پکتی ہی پھر بعد اوسکے
خون ہوجاتی ہی پکنے کے سبب سے کچھ اوسمین سے سودا ہوجاتا ہی مانند دُرد کے پھر اوسکو تلی جذب کرتی ہے
اور کچھ اوسمین سے صفرا ہوجاتا ہی مانند کف کے اوسکو پتا جذب کرتا ہی اور کچھ اوسمین سے کچا رہجاتا ہی وہ بلغم
ہوتا ہی کہ غذا دماغ کی ہو پھر بھی خون مین پکتے پکتے جو پتلا پن رہجاتا ہی اوسکے واسطے دو گردون کو پیدا کیا ہی
تاکہ باقی پانی جو اوسمین رہا ہی اوسکو جذب کرے جب نرا خون رہجاتا ہی تو اوسکی تقسیم کے واسطے
رگون کو حکم فرمایا ہی تاکہ سر کے بالون سے پانؤن کے ناخون تک غذا پہونچا دیوین پھر بھی رگین
ایسی باریک ہین کہ اونمین گاڑھی غذا نہین جاسکتی ہی اوسکے واسطے پانی پینا مقرر کیا ہی تاکہ غذا کو
پتلا کرکے اون رگون مین پہونچا دیوے پھر بعد اوسکے جو فضلہ باقی رہتا ہے اگر وہ معدے مین
رہجاوے تو مرض پیدا کرے سو اوسی کے واسطے نیچے معدے کے آنتین پیدا کی ہین اور اونہین
طاقت دی ہی کہ وہ کھینچکر اوس فضلے کو دبر سے گرا دیتی ہین اور جو گردون سے نے کچھ

پانی جذب کیا تھا اپنی غذا کے موافق اوسکو پی لیتے ہین اور باقی کو مثانے کی طرف ڈالدیتے ہین
تاکہ قبل کی راہ سے بول ہوکر نکلجاوے پھر خاک کو پیدا کیا ہی تو غذا کے بیچ کو اپنے مین ڈھانک رکھے
پھر پانی کو پیدا کیا ہے تاکہ اوسکو تر کرکے اوگالاوے پھر ہوا کو بنایا ہی تاکہ اوسکی رطوبت خشک کرکے
مضبوط کرے پھر جو شہر نشیب مین ہین وہان نہرین پیدا کی ہین بونے جوتنے کے واسطے اور جو شہر
بلندی میں ہیں اور وہان نہرین جاری نہین ہوسکتین تو وہان مینہ برسایا جاتا ہی پھر مینہ کو اسطرح
برساتے ہین کہ جیسے کل پرورش کی ہو اگر تیزی کے ساتھ برساتے تو بہت کھیت برباد ہوجاتے
اور پھل پھول گر پڑتے اور سراسر بربادی ہوتی پھر پکانے کیواسطے اناج کے آفتاب کو بنایا ہی یعنی جب
پود تھا زمین سے بلند ہوا تھی اوسمین آئی پھر جب بڑا ہوا تو رطوبت پانی کی اور ہوا کی اوسکی اوپر تک
اچھی طرح نہین پہونچ سکتی ہی بلکہ جڑ تک رہتی ہی اسکے واسطے چاند کو اور ستارون کو پیدا کیا ہی تو
انکی تاثیر سے رطوبت اوسمین خوب سرایت کرے اور رطوبت اوسمین پیدا ہو اور آفتاب کی گرمی سے
پھل پکجاوین پھر آفتاب اور چاند کا پھرنا بغیر پھرنے آسمان کے متصور نتھا اور آسمان کو بالذات
حرکت نتھی اسواسطے فرشتے مقرر کیے ہین تاکہ آسمانون کو پھرایا کرین پھر سات فرشتے اور مقرر
ہین آدمی پر غذا کو لیکر اعضا تین پہونچاتے ہین اور سوا اسکے آنکھون پر اور قلب پر اور فرشتے
ہین لیکن ان سب فرشتون کو آسمانون کی فرشتون سے یہ پہونچتی ہے اور اونکو پرورش کے
اوٹھانیوالون سے پہونچتی ہے غرض کہ آدمی پر ہزارون طور کی پرورش ہوا ہے ایک پرورش کا
تھوڑا سا بیان ہوا کہ ایک غذا کے واسطے کتنے خادم پیدا کیے ہین اور اگر غور کرکے دیکھیے تو تمام
مخلوقات کو اسکے واسطے پیدا کیا ہی اور اسکو اپنی بندگی کے واسطے پیدا کیا ہے خوب کہا ہے
حضرت سعدی شیرازی نے رحمۃ اللہ علیہ ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند * تا تو نانے
بکف آری و بغفلت نخوری * ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار * شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری *
اور جاننا چاہیے کہ تربیت دو قسم کی ہی ایک تو یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنے فائدے
کے واسطے پالتا ہے تاکہ وہ چیز اوسکے کام آوے جیسے کہ باغ کو پالنا اسواسطے

کہ بعضے لگیں اوسے ہم کھائیں یا لڑکے کو پالتے ہیں اس امید پر کہ بڑا ہو کر ہمارے خدمت کرے سو اس قسم کی پرورش کی مخلوق سزاوار ہے اسواسطے کہ محتاج ہے اور حاجتمند ہے اور دوسری قسم پرورش کی وہ ہے کہ اوسی کے فائدے کے واسطے پرورش کرے سو یہ شان جناب رب العالمین کی ہے اسطرح کی پرورش کا عقیدہ مسلمان کو چاہیے کہ خالق کی جناب میں رکھے اور اگر پہلی طرح کی پرورش کا عقیدہ رکھے تو مشرک ہے لیکن پرورش ہر ایک شئے کی جدا جدا ہوتی ہے مثلاً پرورش آدمی کی یہ ہے کہ اوسکو روزی دینی تندرستی بخشنی مراد کو اوسکی پوری کرنا بلیات سے بچانا اور سوا اسکے جو حاجت ہووے بر لانا اور پرورش درخت کی یہ ہے کہ وقت پر اوسکو پانی دینا اور سبز رکھنا اور اوسکو بارور کرنا اور پرورش فرشتوں کی یہ ہے کہ انکو اپنی درگاہ کے قریب کرنا اور اپنا کلام سنانا اور اپنا جلوہ اونپر ڈالنا اونکی زندگی اسی سے ہے لیکن اس پرورش میں انبیا اور اولیا بھی شریک ہیں یہانتک کہ کھانے اور پینے کی حاجت اونکو پروا نہیں رہتی ہے چنانچہ مولوی روم فرماتے ہیں شعر ای برادر گر خوری قوت از نور خدا ہستی بر سر آن تو ہمیں مسلمانوں کو چاہیے کہ اس پرورش کو بھی رب العالمین سے طلب کریں تاکہ دونوں جہان کی پرورش حاصل ہووے

اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

بہت مہربان بخشنے والا

جاننا چاہیے کہ پرورش کے واسطے دو قسم کی رحمت ہوتی ہے ایک تو یہ کہ پرورش میں ہوتی ہے اگر وہ رحمت نہووے تو پرورش کبھی نہو سکی وہ یہ ہے کہ خوب توجہ کرنا اپنے پروردہ کے حال پر اور جو حاجت اوسکی ہو مانگے یا نہ مانگے روا کرنا اور بلیات سے بچانا گو اوسکو معلوم ہو یا نہو سو اس پرورش پر رحمن کا لفظ دلالت کرتا ہے اور دوسری قسم رحمت کی یہ ہے کہ بعد پرورش کے اوسکو اوسکے کمال پر پہونچانا اور اوسکے کمال کو برباد نکرنا سو اس پرورش پر لفظ رحیم کا دلالت کرتا ہے اور رب العالمین کے بعد ان دونوں لفظوں کو لانے سے غرض یہ ہے کہ معلوم ہو جاوے کہ پرورش بغیر رحمت کے نہیں ہو سکتی ہے اور حقتعالی کیطرف سے رحمت کے معنی یہ ہیں کہ نیکی کو پہونچاوے

اور شرک کو دفع کرے اور بعضے کہتے ہین رحمن اور رحیم کے ایک معنی ہین لیکن رحمن کی لفظ مین زیادہ
رحمت ہے اسواسطے کہ اسکے پانچ حرف ہین اور اکثر قاعدہ ہے کہ زیادتی لفظ کی زیادتی معنی پہ
دلالت کرتی ہی اور رحیم مین اوس سے کم رحمت ہی کیونکہ اوسکے چار حرف ہین اسی واسطے رحمن کا
لفظ خاص حق تعالی کی ذات پاک کو ہی اور الہی دوسرے پر اسکا اطلاق صحیح نہین ہی اور لفظ رحیم کا
بندون پر بھی بولنا درست ہی ضحاک نے کہا ہی کہ رحمن کا اشارہ ہی بطور رحمت الہی کا آسمان کے رہنے والون پر
اور رحیم کا اشارہ ہی بطور رحمت الہی کا زمین کے رہنے والون پر گویا یون فرمایا اللہ ہی پرورش
فرماتا ہے اپنی رحمت سے آسمان والون کو اور زمین والون کو اور بعضے کہتے ہین کہ رحمن اسکو
کہتے ہین کہ اپنے دوست اور دشمن سب کو پرورش کرے اور رحیم اوسکو کہتے ہین کہ خاص اپنے
دوستون کو پرورش کرے اور عزت دے اور دشمنون کو ذلیل کرے تو معنی اوسکے یون ہوے
ایسا اللہ کہ پالتا ہی اپنے دوست اور دشمن کو دنیا مین اور آخرت مین پالیگا اپنے دوستون کو اور
ذلیل کریگا اپنے دشمنون کو اور ابن مبارک نے کہا ہی کہ رحمن وہ ہی کہ جو کوئی اوس سے مانگے اوسکو دیوے
اور رحیم اوسکو کہتے ہین کہ جو کوئی نہ مانگے اوس پر غصہ کرے کہ کیون نہین مانگتا گویا کمال رحمت فرمائی
بندون پر کہ مانگنا ہی تو مانگ اور نہین تو مین غصہ کرونگا کہ تونے کون او خدا مقرر کیا ہی کہ اوس سے
مانگیگا اس جگہ بندے کی ناانصافی کو دیکھیے کہ جو مالک ہی زمین اور آسمان کا اور کچھ ہماری پروا نہین
رکھتا ہی اور وہ خود کہتا ہی کہ مانگ مجھسے اگر نہ مانگے گا تو مین غصہ کرونگا اوس سے تو یون بھاگتا ہے
اور جو کہ محتاج ہین اونسے جا جا کر مانگتا ہے قیامت مین دیکھیے گا اس ظلم کے واسطے کون سا جہنم کا
طبقہ مقرر ہوتا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ رحمن وہ ہی کہ طرح طرح کی نعمتین دینا اور دنیا کی دیوے
اور رحیم وہ ہی کہ تمام بلیات سے بچاوے اور بعضے کہتے ہین کہ رحمن اوسکو کہتے ہین جو بڑی بڑی
چیزین دیوین جیسے اولاد اور دولت اور سوا اسکے اور رحیم اوسکو کہتے ہین کہ جو چھوٹی چیز ہو اوس سے
مانگی جاوین جیسے نمک اور جوتی اور گھاس جانورون کیواسطے یہان سے معلوم ہوا کہ چھوٹی چیز بھی
اللہ سے مانگنا چاہیے اور یہ اسواسطے فرمایا ہے کہ یہان کے بادشاہون سے حقیر چیز

نہیں مانگتے ہیں نقل ہی کہ ایک شخص نے ایک بادشاہ سے کسی آسان مقدمے میں عرض کی وہ
بادشاہ بہت خفا ہوا اور اوسکو جیلخانہ میں بھیجدیا اور کہا کہ چھوٹے کام چھوٹے لوگون کے واسطے
مقرر ہین مجھسے چھوٹے کام کو جو درخواست کیا گویا مجھکو ذلیل جانا اور برابر اہلکارون کی سمجھا سو حق تعالی
فرماتا ہی کہ مین بادشاہ بے پروا ہون اور میری عزت کے آگے اور بادشاہون کی عزت غلامون کے
برابر بھی نہین ہی مگر ویسا بادشاہ نہین ہون کہ بڑی چیزین مین دون اور چھوٹی چیزین اورون کے
ہاتھ سے دلاؤن بلکہ حقیقت مین اگر دیکھو تو یہ اونکی محتاجی ہی کہ اہلکار اونھون نے مقرر کیے ہین
اسواسطے کہ سب اونسے ہو نہیں سکتے ہین اور مین بادشاہ صاحب عظمت اور زبردست ہون
ایک لحظہ مین سارے جہان کی حاجت کو روا کر دیتا ہون سو رحمن بھی مین ہون بڑی بڑی چیزون کی
طلب ہو تو مجھسے کہو اور رحیم بھی مین ہون چھوٹی چھوٹی چیزین مانگتے ہو تو وہ بھی مجھسے مانگو
اس اجازت کے بعد اگر کوئی چیز اگرچہ چھوٹی ہو اور سے مانگیگا تو سوا اوسکے ٹھکانا کہین نہ پاویگا
اسی کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تجھکو جو مانگنا ہی اللہ سے مانگ یہان تک کہ
نمک بھی مانگے تو اوسی سے مانگ اور جوتی بھی مانگے تو اوسی سے مانگ اور بعضے کہتے ہین کہ رحمن اوسکو
کہتے ہین کہ بڑی چیز اوسکے نذر بھی اور وہ اوسکے بدلے مین اچھی چیز دیوے اور رحیم کا لفظ دلالت
کرتا ہی اوس نعمت پر کہ لوگون کے گمان مین وہ نعمت بندون کی طرف سے بھی پہونچ سکتی ہی جیسے
کہ علاج کرنا طبیب سے اور علم پڑھنا اوستاد سے سو معنی اسکے یہ ہوے کہ مین رحمن ہون تو ناقص
عبادت کرتا ہی اوسکے بدلے مین سونے اور چاندی کے محل دیتا ہون ایک قطرہ گندہ منی کا ہوتا ہی
اوس سے خوبصورت لڑکا بنا کر تجھکو دیتا ہون ایک بیج تیرا زمین مین سپرد کرتا ہی اوسکے بدلے مین
خاصہ درخت سرسبز کرکے تیرے حوالے کرتا ہون اور مین رحیم ہون جو توقع اوستاد سے اور طبیب
اور حکیم سے رکھتا ہی وہ مجھسے رکھ مین بے اوستاد کے تجھکو علم دونگا کہ جسکا نام علم لدنی ہی بغیر پڑھنے کے تجھکو
عالم کرونگا اور بغیر حکیم اور دوا کے تجھکو تندرست کرونگا اور اگر کوئی کہے رحمن اور رحیم کے معنون سے معلوم
ہوتا ہی کہ وہ بڑا مہربان ہی اپنے بندون پر پھر مہربان ہوکر غم اور بیماری اور حاجت کو کیون پیدا کیا یہ بات

فائدہ

رحمت سے بہت بعید ہو جواب اسکا یہ ہی کہ حقیقت مین عقل ہماری ناقص ہی کہ ان چیزون کو خلاف
رحمت کے جانتے ہین کیونکہ باپ لڑکے کو اپنی رحمت کی جہت سے مار مار کر اوسکو ادب سکہاتا ہے
اور اوس لڑکے کے دل سے پوچھو تو اوسکو یہین عذاب جانتا ہی لیکن حقیقت مین لڑکی کی نادانی ہی
کہ اوسکو عذاب جانتا ہی یہ اوسکی عقل کا قصور ہی پھر جب وہ مکتب مین بیٹھتا ہی تو اوستاد اوسکو
کبھی لعیان مارتا ہی کبھی ہاتھ باندھتا ہی سات دن تک اوسکو ایک طرف بستہ مین دیتا ہی
پھر جمعہ کا دن ہوتا ہی تو باپ اوسکا حجامت کیواسطے زبردستی کرتا ہی کہین ناخن کٹواتا ہی کہین
بال منڈواتا ہی پھر گھر مین مان اوسکی نہلاتی ہی کہین ململ کر اوسکا بدن دھوتی ہے اور وہ
روتا جاتا ہی اور ان باتون کو اپنی حق مین بے عقلی سے تکلیف جانتا ہی اور حقیقت مین کمال رحمت ہی
حق تعالی اسکا اشارہ قرآن شریف مین فرماتا ہی عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَعَسٰی
اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّکُمْ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ قصہ حضرت موسی اور حضرت خضر
علیہما السلام کا اسکا جواب شافی ہی کہ ایسے پیغمبر اولوالعزم کی سمجھ مین اسرار الہی نہ آئے اور حضرت
خضر علیہ السلام پر اعتراض کرنے لگے پھر دوسرا کوئی کیا سمجھے کا پس آدمی کو چاہیے کہ اوسکو رحیم مطلق
اور رحمن برحق اعتقاد کرے اور اپنے تئین مانند اطفال ناقص العقل کے جانے اسمین ایمان باقی
رہتا ہی غرض حاصل کلام کا یہ ہی کہ اگر دنیا مین فقیر اور غریب نہوتے تو صورت انتظام کارخانہ عالم کی
نہ بندھتی اسواسطے کہ جب کوئی کسی سے غرض نرکھتا تو کیون اپنی اوقات اوسکی تابعداری مین
گذارتا اور اوسکے حکم کو اپنے اوپر اوٹھاتا پس یہ سبب انتظام عالم کے برہم ہو جاتے پس خلقت
انسان کی مانند جانورون کی پراگندہ پھرا کرتی جیسے جانور آپس مین ایک دوسرے کا کام نہین کرتے ہین
ایسے ہی آدمی بھی ہو جاتے جو کچھ انسان کے پیدا کرنیکا فائدہ تھا وہ حاصل نہوتا اور حکمت پروردگار کی تمام
نہوتی مثلاً اگر چور لوگ پیدا نہوتے تو چوکیدار رکھنے کی کیون حاجت ہوتی اور اگر مرض نہوتا تو طبیب درجہ اور
عطار معطل پڑے رہتے اور اگر فقیر نہوتے تو بادشاہ اور امیر لشکر اور خدمتگار کیا کر سکتے پس اس تقریر سے
معلوم ہوا کہ ہر بلا اور آفت مین رحمت رحمن کی چھپی ہوئی ہی کیونکہ اکثر اوقات بڑے بڑے امیر جو مرض مین

اور کوئی راجہ اور کوئی بادشاہ صاحب ملک کہلاتا ہی غرض ہر شخص اپنا اپنا دعوے کرتے ہین
اسواسطے اوس دن کی خداوندی اور بادشاہی کو اپنے واسطے فرمایا کہ ای بندو اس دعوی باطل میں اپنی
اوقات کو نہ کھو اور ہماری یاد سے ہرگز غافل نہو اور یہ جو چند روز تمہارے قبضہ مین کچھ املاک ہی اوسکو
خواب و خیال سمجھو ایک روز ایسا آویگا کہ تمہارے سب دعوی غلط ہو جاوینگے اور ہر چیز ہماری
کہلانے لگیگی اور معمول بھی یون ہی ہی کہ کسی جگہ کا جو زمیندار ہوتا ہی اور اوس زمین کو اور وہان کے
لوگون کو اپنی طرف نسبت کرتا ہی کہ وہ لوگ میری رعیت ہین اور وہ زمین میری ملک مین ہی اور جب
وہ زمیندار بادشاہ کے روبرو جاتا ہی تو ہرگز اپنی طرف نسبت نہین کرتا ہی اور یہی کہتا ہی کہ یہ رعیت
اور یہ ملک حضور کا ہی اور اگر بادشاہ کے روبرو یہ کہے کہ یہ رعیت لوگ میرے ہین اور
زمین ملک میری ہی تو بادشاہ اوس سے ناخوش ہو اور نقیب اور چوبدار اوسکو گستاخ اور بے ادب جان کر
ذلیل کر کے نکال دینگے سو حقیقی خداوندی اور بادشاہی اوسی کا بادشاہی قیامت کے دن کوئی نہوگا کہ یہ ملک
یا محل یا یہ مکان میرا تھا کوئی شخص دعوی نکریگا اور کچھ نہ بولیگا سوا اسکے کہ للہ الواحد القہار
سو پہلی قرأت سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیئے کہ مالک حقیقی اللہ جل شانہ کو جانے اور اپنے کو
چند روز کے واسطے تحویلدار سمجھے اور اللہ کے واسطے راہ مین دریغ نکرے کیونکہ مالک مال کا
اللہ ہی ہی اور دینے کا حکم دیا تحویلدار کو بیجا بخل کرنا اوسکا بیجا ہے اور دوسری قرأت سے
یہ معلوم ہوا کہ مسلمان کو چاہیئے کہ اپنی بادشاہی اور ریاست پر فخر نکرے اوسکو چاہیئے
کہ بادشاہ حقیقی سے ڈرے بادشاہ مجازی کو فخر کرنا سزاوار نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ظالم سے
کسی کی زمین اور مکان اور ملک بیجا دخل نکرے کیونکہ آخر کو اوسکے نہ تصرف مین بھی نہ رہیگی
مالک حقیقی اور بادشاہ حقیقی اور ہی اور اگر کوئی کہے کہ حضرت حق تعالی نے الحمد کے بعد ان صفتون کو
کیون بیان کیا ہی اسمین کیا نکتہ ہی سو نکتہ اسمین یہ ہی کہ جو کوئی کسی کی تعریف اور ثنا کرتا ہے
سو وہ تعریف تین چیز سے خالی نہین ہوتی ہی یا تو تعریف کرنیوالا زمانہ گذشتہ مین پرورش یافتہ
اوسکا ہوتا ہے یا بالفعل توقع فائدے کی اوس سے رکھتا ہی یا یہ غرض ہوتی ہی کہ آیندہ کچھ

فائدہ حاصل ہووےگا سوان تین صفتون کے یہان لانے مین اشارہ یہ ہی کہ بندے کو چاہیے کہ مجھی کو
حمد کرے اور پچھلی پرورش کو دیکھے کہ ماں کے شکم مین اسکو مین نے پالا ہی اور اگر اب توقع رکھتا ہی رحمت کی
تو مین رحمٰن اور رحیم ہون مجھی کو تعریف کرے اور اگر توقع رکھتا ہی آیندہ کا تو رحمت کرے تو مین مالک یوم الدین
ہون آیندہ کی توقع سے بھی حمد کرے سو اسواسطے ان تینون صفتون کو فرمایا ہی تاکہ معلوم ہووے
کہ فی الحقیقۃ لائق حمد کے اوسی کی ذات پاک ہی اور جاننا چاہیے کہ جن عالمون نے مالک یوم الدین
پڑھا ہے وہ کہتے ہین کہ ملک یوم الدین سے وہ قرأت کئی طرح سے بہتر ہی **اول** یہ کہ مالکیت
عام ہی آدمیون پر بھی ہوتی ہی اور غیر آدمیون پر بھی ہوتی ہی مثلاً جانورون اور درختون وغیرہ
پر بھی مالکیت ہوتی ہی بخلاف پادشاہی کے کہ بادشاہی صرف آدمی پر ہوتی ہی اور جانورون
وغیرہ پر نہین ہوتی **دوسری** یہ کہ مالک کو اپنے مملوک پر کمال اختیار ہوتا ہی چاہے اسکو
بیچ ڈالے چاہے کسیکو بخش دیوے بخلاف بادشاہ کے کہ یہ اختیار اپنی رعیت پر نہین رکھتا ہی
تیسری یہ کہ نسبت مالکیت کی مضبوط ہوتی ہی نسبت بادشاہی سے کسواسطے کہ مملوک
اپنے مالک کی ملک سے خارج نہین ہو سکتا ہی اور رعیت کو ممکن ہے کہ رعیت ہونے سے
ایک بادشاہ کے اپنے کو خارج کرے اور دوسرے کی بادشاہی مین جا رہے لیکن غلام دوسرے کا ازخود
نہین بن سکتا **چوتھی** یہ کہ مملوک کو خدمت مالک کی واجب ہی اور رعیت کو خدمت بادشاہ کی
واجب نہین **پانچوین** یہ کہ غلام بے اذن مالک کے کچھ کام نہین کر سکتا ہی اور رعیت بے حکم
بادشاہ کے جو کچھ چاہے کر سکتی ہی اور **چھٹی** یہ کہ غلام امید رکھتا ہے اپنے خاوند سے منفعت کی
بخلاف بادشاہ کے کہ وہ خود امید رکھتا ہے رعیت سے اور نفع حاصل کرتا ہی اوس سے کہین
خراج لیتا ہی کہین محصول لیتا ہی اور **ساتوین** یہ کہ غلام اپنے مولی سے خوراک اور پوشاک اور رحمت
اور عفو و کرم چاہتا ہی اور رعیت بادشاہ سے کبھی حاجت پڑے تو عدل اور انصاف چاہتی ہی
اور آدمی کو نسبت عدل کے اور انصاف کے خوراک اور پوشاک اور عفو اور کرم اور رحمت کی
بہت حاجت ہی بلکہ اسیواسطے حدیث قدسی مین خوراک اور پوشاک وغیرہ کا ذکر کیا ہے اور

فـ بیان وجہ ترجیح مالک

اور عدل کا ذکر نہین فرمایا ہی وہ حدیث یہ ہی یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ
اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُهٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ یعنی اے بندو
میرے تم سب بھوکے ہو مگر جسکو کھلاؤن ہین پس کھانا مانگو مجھسے کھانا دون ہین تمکو اے بندو میرے
تم سب ننگے ہو مگر جسکو پہناؤن ہین پس کپڑا مانگو مجھسے کپڑا دون ہین تمکو آٹھوین یہ کہ بادشاہ جب
جائزہ موجودات لیتا ہی تو بڑے ہوتا او ضعیفونکو اور بیمارونکو نظر کرتا ہی اور مالک جب غلامون پر نظر کرتا ہی
تو ضعیفون پر اور بیمارون پر رحم کرتا ہی تندرست غلامون کو کہتا ہی کہ انکی خدمت کرو نوین یہ کہ قیامت
کے دن بادشاہ بہت ہونگے اور مالک سوای حق تعالی کے کوئی نہوگا دسوین مسئلہ فقہ کا ہے
کہ جب کوئی نے نیت سفر کی یا نیت اقامت کی تو غلام کہ ہمراہ مولی کے ہووی اوسکو بھی
بغیر نیت کرنیکے حکم مسافر کا یا مقیم کا ہوجاتا ہی بخلاف رعیت کے اور جن عالمون نے
ملک یوم الدین پڑھا ہے وہ کہتے ہین کہ یہ قرات کئی طرح پر بہتر ہی مالک یوم الدین سے اول تو یہ
کہ بادشاہ مالک بھی ہوتا ہی اور ہر مالک بادشاہ نہین ہوسکتا ہی دوسری یہ کہ بادشاہ شہر مین
بلکہ ملک مین ایک ہوتا ہی اور مالک ایک شہر مین بہتیرے ہوتے ہین اور تیسری یہ کہ لفظ سلطانی
کا اوپر مالکیت کے دلالت کرتا ہے اور اگر اس جگہ بھی مالک یوم الدین پڑھا جاوے تو تکرار
لازم آوے اور چوتھی یہ کہ لفظ ملک کا بیچ تو دو نام کے آیا ہی اور لفظ مالک کا وہان نہین آیا مگر
مالک الملک آیا ہے سو وہ ملک کے معنون مین ہے اور پانچوین یہ کہ آخر قرآن شریف کے
ملک الناس آیا ہے اور اللہ کے کلام کے ختم مین اچھا لفظ ہوتا چاہیے اس سے معلوم ہوا
کہ ملک بہتر ہے اور چھٹی یہ ہے کہ اطاعت بادشاہ کی اوپر سب کے واجب ہی اور اطاعت
مالک کی ہر کسی پر واجب نہین مگر اوسکے غلامون پر غرض گفتگو اسمین بہت ہی اس مختصر مین
اتنا ہی بیان کافی ہی جاننا چاہیے کہ دن شرع شریف مین طلوع ہونے صبح صادق سے غروب
ہونے آفتاب تک کو کہتے ہین اور کبھی مطلق وقت کو بھی دن کہتے ہین خواہ دن ہو خواہ رات ہو
اور خواہ ساعت خواہ ماہ ہو جیسے کہتے ہین جس دن فلانا شخص آئیگا تو یہ ہوویگا مراد یہ ہوتی ہے

فائدہ

فائدہ

اگر اوسوقت آوینگا تو بہتر ہوگا اور جیسے کہتے ہین کہ خندق کے روز یون اتفاق پڑا تھا حالانکہ
خندق کی لڑائی کو بہت دن گذرے ہین سو یوم الدین مین بھی روز مراد نہین بلکہ وقت مراد ہی یعنی وقت
جزا کے اور اوسوقت کی ابتدا نفخۂ ثانیہ سے ہی اور انتہا اوسکی اوسوقت تک ہی کہ اہل بہشت
بہشت مین جاوین اور اہل دوزخ دوزخ مین جاوین اور جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے اس
سورہ مین پانچ نام اپنے فرمائے اللہ رب رحمن رحیم مالک یوم الدین سو وجہ اسکی یہ ہی کہ
اس سورہ مین بندے کے پانچ سوال بھی ہین تاکہ ہر ایک نام ہر ایک سوال کے مقابل آجاوے وہ
پانچ سوال یہ ہین ایک عبادت دوسری استعانت تیسری ہدایت چوتھی استقامت پانچوین انعام گویا
اسکا اشارہ یون ہوا کہ لائق عبادت کے مین ہون اسواسطے کہ نام میرا اللہ ہی اور اگر مدد مانگا چاہی
تو مجھی سے مانگ کیونکہ میرا نام رب ہی اپنی پرورش کی شان سے تیرا سوال رد نکرونگا اور اگر
ہدایت طلب کرے ہی تو مجھی سے کر کیونکہ مین رحمن ہون اپنی رحمت عام سے گمراہ نہونے دونگا اور اگر
استقامت چاہے تو مجھ سے چاہ کیونکہ مین رحیم ہون اپنی رحمت خاص سے تیرے قدم کو ڈگنے
نہ دونگا اور اگر انعام کی خواہش ہو تو مجھی سے کہو کیونکہ مین مالک ہون ساری جہان کا اپنے
فضل سے تجھے بخشش کرونگا اور بعضے علما نے ان پانچ نامونکی تخصیص مین یون کہا ہی کہ اگر کوئی شخص
کسی شخص کی تعریف کرتا ہی تو چار وجہ سے کرتا ہی اول یہ کہ اپنی ذات مین وہ شخص کمال رکھتا ہو
اگرچہ احسان دوسرے پر نکرے دوسری یہ ہی کہ صاحب احسان ہو لوگون پر چنانچہ اوسکی وجہ سے ہی
تیسری یہ کہ لوگ اوس سے آیندہ کو طمع رکھتے ہون گو بالفعل احسان نہین کرتا ہی چوتھی
یہ کہ اوسکے غضب سے ڈر کر تعریف کرتے ہین جانتے ہین کہ اگر ہم تعریف نکرینگے تو وہ خفا ہو جاویگا سو
ہر جگہ کو یون فرمایا کہ درحقیقت تعریف کے قابل میری ذات پاک ہی کیونکہ مین اللہ ہون اپنی ذات مین
پورا کمال رکھتا ہون ای بندو میرے کمال کی تعریف کرو گو مین حکم کرون یا نکرون کسواسطے کہ
صاحب کمال نہین کہتا ہے کہ مین صاحب کمال ہون میری تعریف کرو بلکہ اوسکا کمال
خود بخود مقتضی اس بات کا ہے کہ تعریف اوسکی کیجاوے مثلاً کوئی شخص کسی علم مین یا کسب مین

پورا کمال رکھتا ہے لوگ اوسکی خود بخود تعریف کرینگے اگرچہ وہ کچھ نہ کہے لیکن اوسکا کمال اقتضا کرتا ہے اسپر کہ اوسکی تعریف کیجیے اور اگر بندہ یون چاہے کہ کوئی احسان کرے تو مین اوسکی تعریف کرون سو اے بندے میرا نام رب ہی مین احسان بھی کرچکا ہون کہ تجھکو عدم سے وجود مین لایا ہون سو میری ربوبیت کو دیکھکر تعریف میری بجالا اور نام میرا رحمن ہی بالفعل میرے احسان کو دیکھکر اور شکر ادا کر اور آگے کو بھی متوقع ہوکر میری صفت کر کیونکہ میرا نام رحیم ہی مین آگے بھی دونگا اور اگر تجھے ان چیزون کی لالچ نہین ہی تو میرے خوف سے میری تعریف کر کیونکہ میرا نام مالک یوم الدین ہی اگر میری تعریف نکریگا تو بڑے سخت عذاب مین پڑیگا اور بعضون نے ان پانچ نامون کے خاص ہونیکی وجہ مین اسجگہ کہا ہی گویا یون ارشاد فرمایا کہ لائق تعریف کے مین ہون کیونکہ اپنی ربوبیت کی جہت سے تجھکو عدم سے وجود مین لایا اور جب دنیا مین آیا تو اپنی ربوبیت کی جہت سے تجھکو پرورش کیا اور جب بڑا ہوا اور گناہ کرنے لگا تو نے اپنی رحمانیت کی شان سے اوس گناہ کو چھپایا اور خلق مین رسوا نکیا اپنا نام رحیم بتایا تاکہ رحمت والا جانکر توبہ کرے پھر اوس توبہ کے بعد ثواب کا امیدوار کیا اور آپکو مالک یوم الدین فرمایا کہ مالک روز جزا جانکر امیدوار ثواب کا رہے غرض یہانتک شروع سے خداوند کی صفت اور ثنا مین لگ رہا تھا اور اوسکے دربار سے غائب تھا کیونکہ کہین رب العالمین کی ربوبیت کے اقسام ڈھونڈھ کر نکالتا تھا اور کہین الرحمن الرحیم کے رحم اور مہر کا بیان کرتا تھا اور کہین مالک یوم الدین کی مالکیت اور عظمت کو تلاش کرتا تھا سو جب اپنی استعداد کے موافق حق تعالی کی خوبیان بیان کرچکا دربار کے آنیکے قابل ہوا سو اب دربار مین حاضر ہوکر کہتا ہے

ایاک نعبد

یعنے خاص تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم

اور حقیقت عبادت کی تعظیم بجالانا ہی اور تعظیم شرع شریف مین کئی قسم پر ہی بعضے تعظیم ساتھ ظاہر کے تعلق رکھتی ہی اور بعضی ساتھ باطن کے رکھتی ہی اور وہ جو ساتھ ظاہر کے تعلق رکھتی ہی اوسمین بعضی زبان سے تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہی کہ اللہ کا ذکر کرنا زبان سے اور پڑھنا قرآن شریف کا اور

عبادت آنکھ کی ۱۲

رسول اللہ پر درود بھیجنا اور کرنا تسبیح اور تہلیل کا اور دعا کرنا اور وظیفہ پڑھنا اور بعضی عبادت آنکھ
سے تعلق رکھتی ہی وہ یہ ہی کہ دیکھنا کعبہ شریف اور مسجدون کا اور دیکھکر پڑھنا قرآن شریف کا اور
دیکھنا کتب احادیث و تفسیر اور فقہ کا اور دیکھنا بزرگون کا اور دیکھنا انبیا اور شہیدون اور نیک بختونکی
قبرون کا کہ جان اپنی اونھون نے اللہ کی راہ مین دی ہی اور دیکھنا آسمان کا اور ستارون کا اور
کشتی کا اور دریا کا اور درختون کا کیونکہ یہ سب چیزین دلیل ہین حق تعالی وحدانیت پر لیکن کھیل کیطرح نہ دیکھے
بلکہ عبرت کی نگاہ سی دیکھے جسطرح اولیا اور انبیا دیکھتے تھے اور قبرون کو بھی اوسطرح دیکھے جسطرح اور بزرگ
دیکھتے تھے مثلاً شہید کی قبر کو دیکھے تو یہ تصور کرے کہ میرا خداوند مجھکو بھی یہ رتبہ عنایت فرماوے جو درجہ ان کا ہی
وہ میرا بھی اور اگر کسی نیکبخت کی قبر کو دیکھے تو یون کہے کہ اللہ مجھکو بھی ایمان سے ماری اور اون لوگون
مین ملاوے اور جب قبر کو دیکھے موت کو یاد کرے کہ ایکدن مجھکو بھی یہان آنا ہی کیونکہ حدیث شریف مین
آیا ہی کہ مسلمان کو چاہیے کہ قبرون پر جاکر یہ الفاظ پڑھا کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
وَالْمُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ لَکُمْ تَبَعٌ وَّاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ یَرْحَمُ اللّٰهُ
الْمُتَقَدِّمِیْنَ مِنَّا وَالْمُتَاَخِّرِیْنَ اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَةَ یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ
یَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاِیَّاکُمْ اور موت یاد کرنیکو قبرستان مین نقش ونگار دیکھنے کو نجاوے چنانچہ

۲ زیارت قبور ۱۲

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبرستان مین جاتے تھے تو بہت رویا کرتے تھے یہانتک کہ روتے روتے
کو ریش مبارک آنسو سے تر ہو جاتی تھی پھر جب کوئی پوچھتا کہ آپ اتنا کیون روتے ہین تو فرماتے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ قبر پہلی منزل ہی آخرت کی منزلون مین اگر یہان
امن پاوے تو آگے بھی امان ہے اور اگر یہان پکڑا گیا تو آگے بھی پکڑا ہی سو قبرونکا دیکھنا عبادت
اسطور سے ہی اور یہ نہین ہی کہ قبرون پر دور دور سے تکلیف اوٹھا کر جانا خصوصاً عوام کے حق مین
تو زہر قاتل ہی اگرچہ خواصون کو اہل اللہ کی قبر دیکھنے فائدہ ہوتا ہی لیکن جب مستورات جاہلہ واقف
ہوویں تو خواصونکو چاہیے کہ اوس مستحب یا مباح کو دیکھنا کیواسطے ترک کردین اپنے کچھ نقصان نہین بلکہ
امید ثواب کی ہی اور عبادت کان کی قرآن شریف کا سننا اور وعظ کا اور اللہ رسول کے ذکر کا ہی اور جانورونکی آواز کا

اللہ کی قدرت کو جاننے اور اوسکی محبت اپنے دل مین پیدا کرے اور حرام آوازون کو جیسے کہ طبلا سارنگی
ستار ڈھولکی بانسلی مورچنگ اور نامحرم جوان عورت کی آواز ان چیزون سے بہت پرہیز کرے اور
حضرت امام اعظم رح نے تو راگ کی آواز سے بھی پرہیز کیا ہی لیکن عیدین مین اور شادی مین فقط
راگ آواز سے سننا بدون مزامیر کے درست ہی اور ہاتھون کی عبادت سے قرآن شریف اور
حدیث کا لکھنا اور اسمار الہی لکھنے اور کسی حاجتمند کا خط لکھدینا اور کسی کا بغیر سود کے تمسک
لکھدینا کسیکو دعا لکھدینی اور پانون کی عبادت یہ ہی کہ طرف مسجد کے جانا اور واسطے زیارت
بزرگون کی جانا اور واسطے جہاد کی جانا اور ضعیفون اور لنگڑے لولون کا کام کردینا اور وعظ کی مجلس مین
حاضر ہونا چنانچہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی علم سیکھنے جاتا ہی تو فرشتے اوسکے پانون کے تلے اپنے پر
بچھاتے جاتے ہین اور فرمایا کہ خوشی سنادو ان لوگون کو کہ اندھیری رات مین مسجد کیطرف اپنے
پانون سے آتے ہین قیامت کے دن اونکے واسطے انعام پورا پورا ہوویگا اور جو عبادت باطن سے
تعلق رکھتی ہی سو وہ فکر کرنا ہے اللہ کی قدرت مین اور قرآن شریف کے معنی مین اور آیات کی
توجیہات اور مطابقت اوسکی حدیث اور شریعت کے حکمون مین کہ اس حکم مین کیا فائدہ ہی جس بندیکو
یہ بات حاصل ہوجاتی ہی اوسکو عبادت مین ایسا مزہ آتا ہی کہ کسی چیز مین نہین آتا ہی فکر کی فضیلت
مین حضرت نبی صلعم نے فرمایا ہی کہ ایک ساعت کا فکر کرنا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہی کیونکہ اوسمین
حق تبارک وتعالی کی وحدانیت کھلتی ہی اور شریعت کی حقیقت معلوم ہوتی ہی اور یہی مغز عبادت کا ہی
پس فکر عبادت عقل کی ہی جسنے فکر کی اوسنے اپنی عقل کو عذاب الہی سے نجات دی اور نفس کی
عبادت صبر کرنا ہی تکلیف شرعی پر جیسا چاہیے ویسا جیسے کہ گرمی مین روزہ اور جاڑے مین وضو
اور غسل کا کرنا اور اللہ کے واسطے اپنے کو مسجدون مین بند کرنا یعنی اعتکاف کرنا اور صبر کرنا اوپر
مصیبتون کے جیسے کہ اولاد کا مرجانا یا مال کا برباد ہوجانا اگر کوئی مصیبت بندے پر پڑجاوے تو صبر کرے اور
اگر دوست محبت مارے کو چوٹ ماری تو رو دیوے مگر زبان کو اور ہاتھ کو بند رکھے یعنی منہ سے بے صبری کی باتین
نکالے [illegible]

ف عبادت ہاتھون کی
ف عبادت پانون کی
ف عبادت فکر کی
ف عبادت نفس کی
ف مصیبت

گریبان کو چاک نکرے حضرت صلعم نے فرمایا ہی حدیث لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب
ودعا بدعوی الجاہلیۃ یعنے نہیں ہمارے دین پر وہ شخص کہ جو پیٹے منہ کو اور پھاڑے گریبان کو
اور پکارے پکارنا جاہلیت کا یعنی نوحہ کرے اور ایک حدیث میں فرمایا ہی کہ قیامت کے دن نوحہ کرنیوالے
دوزخ میں گندھک کا کپڑا پہنا کر ڈالے جاوینگے اور نوحہ گر پر اللہ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں اور نوحہ کرنا
کسی پر درست نہیں ہے شریعت میں خواہ نبی ہو خواہ نبی زادہ حکم شریعت کا سب پر برابر ہے
حدیث النائحۃ اذا لم تتب قبل موتہا تقام یوم القیامۃ وعلیہا سربال
من قطران ودرع من جرب یعنی نوحہ گر جسوقت توبہ نکرے پہلے موت اپنی کے تو اٹھائی جاویگی
قیامت کے دن اور اوسپر ہووینگی ازار گندھک کی اور چادر خارش کی پھر اگر بیٹا بیٹی مر گئے ہوں یا باپ
بھائی مر گئے ہوں تو اگر عورت تین دن تک سوگ کرے یعنی مسی کاجل نکرے اور سرمہ اور مہندی نلگاوے
اور پان نکھاوے اور چوڑیاں اور کپڑا رنگا ہوا نہ پہنے اور عطر نلگاوے یہ چیزیں تین دن تک نکرے تو
درست ہی اور اگر یہ چیزیں کرے تو بھی درست ہی اور سوگ کے حق میں یہ حدیث ہی کہ روایت ہی زینب سے کہ
قالت دخلت علی ام حبیبۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین توفی ابوہا
ابو سفیان بن حرب فدعت بطیب فیہ صفرۃ فدہنت بہ جاریۃ ثم مست
بعارضیہا ثم قالت واللہ ما لی بالطیب من حاجۃ غیر انی سمعت رسول اللہ
صلعم یقول لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تحد علی میت فوق
ثلثۃ ایام الا علی زوج اربعۃ اشہر وعشرا یعنی کہا زینب نے کہ داخل ہوئی میں
حضرت ام حبیبہ کے گھر میں جسوقت مر گیا تھا باپ اوسکا ابو سفیان بن حرب پس منگایا ام حبیبہ نے
خوشبو کہ زردی اوس میں ملی ہوئی تھی پس لے آئی لونڈی اوسکو پھر ملا اوسنے رخساروں کو پھر کہا
کہ قسم ہی خدا کی نہیں تھی مجھکو اوسکی کچھ حاجت مگر سنا ہی میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے نہیں حلال ہی واسطے اوس عورت کے کہ جو ایمان لائی ہی اللہ پر اور روز آخرت پر یہ کہ سوگ
کرے میت پر زیادہ تین دن سے مگر خاوند مر جاوے تو ان چیزوں کو دس دن چار مہینے نکرے

اس سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہی تین دن کے بعد کسی قریب کے مرنے مین یا دس دن چار مہینے
کے بعد خاوند کے مرنے مین محلے کی عورتین جمع ہوکر سوگ موقوف کرا دیتی ہین اور یہ جو لوگون نے سوگ
مین داخل کیا ہی کہ چارپائی پر نہین سوتے ہین اور چالیس دن سوگ کرتے ہین اور ٹاٹ بچھاتے ہین
اور عید اوس سال مین آجاتی ہی تو عید نہین کرتے ہین سال بھر تک سوپان بغیر چلتے ہین اور
چالیس دن تک رونا آوے یا نہ آوے صبح کو اوٹھکر اکٹھے ہوکر روتے ہین اور اوسکے کپڑے بخش جانکر
دیدالتے ہین اور چہلم کے روز روح بکلواتے ہین اور قبرون پر روشنی کرتے ہین اور چادر ڈالتے ہین اور
قبرون پر بلکہ عورتین جاتی ہین یہ سب باتین بدعت ہین مسلمانون کو چاہیے کہ ان سب باتون کا پاس
نجاوین کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ بدعت والے کی نماز اور حج اور عدل اور صدقہ اور نفل اللہ جلشانہ
قبول نہین کرتا ہی سو جو شخص اون برائی باتون کو جو پہلے بیان ہوئین بجا لایا اور پچھلی باتون سے
پرہیز کیا تو نفس کی عبادت سے فراغت پائی اور اوسکو عذاب الٰہی سے نجات ہوئی اور عبادت
قلب کی یہہ ہی کہ اللہ کے دوستون سے دوستی کرے اور دشمنون سے دشمنی کرے اور اوسکی رحمت کا امیدوار رہے
اور اوسکے عذاب سے ڈرتا رہے جسنے یہ کیا اپنے دل کو عذاب سے بچایا اور عبادت روح کی یہہ ہی کہ کوشش
کرے انوار الٰہی کے مشاہدہ کے واسطے جسنے یہ کیا اپنی روح کو اللہ کے غضب سے بچایا اور عبادت سر کی یہہ ہی
کہ اوسکی عبادت مین اپنے سر کو جھکاوے اور مراقب ہوکر بیٹھا کرے جسنے یہ کیا تو سر کی عبادت بجا لایا
اور وہ عبادت جو مال سے تعلق رکھتی ہی یہہ ہی کہ زکوٰۃ دیوے اور صدقہ فطر نکالے اور قربانی کرے اور
فقرا مساکین کی اور اپنے اقربا کی خدمت کرے اور بعضے لوگ اپنی قوم اور برادری کی خاطر سے
اللہ کی عبادت کو اور اوسکے حکمون کو برباد کرتے ہین اور اولیا کی ایسی تعظیم کرتے ہین کہ جو خدا تعالیٰ کو
چاہیے مثلاً نذرین اور قربانیان اونکے نامون کی دیتے ہین بلکہ بعضے لوگ اولیا کی قبور کے ساتھ
اور اونکے معابد اور مساکن کے ساتھ وہ افعال کرتے ہین کہ جو مساجد مین اور کعبہ شریف مین جائز
کوئی معابد اور مساکن کی جگہ سر کو رکھتا ہی اور کوئی گرد اون کی قبرون کے پھرتا ہی اور کوئی ہاتھ
باندھے نماز کیطرح روبرو قبرون کے کھڑا ہوتا ہی اور کوئی اون کے مساکن مین اون کی

ف عبادت نفس کی

ف عبادت قلب کی

ف عبادت روح کی

ف عبادت سر کی

ف عبادت مال کی

صورت کا تصور کر کے بیٹھتا ہی اور خیال نہیں کرتے کہ پانچ وقت نماز میں کھڑے ہوکر اللہ کے سامنے
کہتے ہیں ایاک نعبد یعنی تجھی کو عبادت کرتے ہیں سو قیامت کے دن ایسے لوگ شرمندہ ہونگے
کیونکہ حکم ہوویگا کہ یہ بندہ بڑا دلیر ہی کہ پانچ وقت دربار میں آن آنکر اپنی زبان سے کہتا تھا کہ میں تجھی کو
عبادت کرتا ہوں اور دل میں یہ خیانت بھری ہوئی ہی سو ہمکو یہ چاہیے کہ خدا کی جگہ رسول کو جانیں
اور رسول کی جگہ کسی ولی کو جانیں یعنی مراتب بہت فرق ہی اسمیں احتیاط قائم رہتا ہی جیسا کہ
کہا ہے حق گر فرق مراتب نکنی زندیقی ہوا اور بعضے لوگ عبادت رسمیہ کرتے ہیں عبادت رسمیہ
اوسکو کہتے ہیں کہ مثلا ایک شخص ہی کہ نماز روزہ ادا نہیں کرتا ہی اور حرام کھانے پینے سے کچھ پرہیز نہیں
رکھتا ہی مگر ناچ نہیں دیکھتا اور شراب نہیں پیتا اور جوا نہیں کھیلتا ہی پھر اوس سے کوئی پوچھے
کہ تو یہ کام کیوں نہیں کرتا ہی تو وہ یوں جواب دیوے کہ میرے خاندان میں یہ بات نہیں ہوئی ہے
اور اشراف لوگ اس کام کو نہیں کرتے ہیں اوسکا یہ ناچ نہ دیکھنا اور شراب نہ پینا اور جوا نہ کھیلنا
اگرچہ کام بہتر ہی لیکن حقیقت میں فرمانبرداری حکم خدا کا خیال نہیں ہی اگر یہ خیال ہوتا تو نماز روزہ بھی
ادا کرتا اور حرام کھانے پینے سے بھی پرہیز رکھتا بلکہ بلحاظ اپنے خاندان کا اور اپنی شرافت کا لہذا اوسکو
کچھ ثواب نہوگا کیونکہ خاندان میں اوسکے یہ کام ہوتا تو وہ مقرر ہی کرتا بس گویا وہ پوجنے والا
اپنے خاندان کا ہی اللہ کا نہیں ہی اور آدمی کو چاہیے کہ اپنے پروردگار کے برابر کسی اور کو نجانے اور
برابر نجاننے کے یہ معنی ہیں کہ اوسکی سی تعظیم کسی اور کی نہ کرے اور اوسکی عبادت میں کسی اور کا ساجھا
نکرے بحکم آیۂ کریمہ کے فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ یعنی نہ مقرر کرو واسطے اللہ کے ہمسر
اور تم جانتے ہو کہ برابر اوسکے کوئی نہیں ہو سکتا ہی یعنی اللہ کے کاموں میں اور اوسکی عبادت میں
اور اوسکی صفات میں کسی اور کا ساجھا نکرو اسمیں اللہ کی برابری ہوجاتی ہے جیسا کہ بعضے لوگ غیروں سے
اولاد مانگتے ہیں اور اونکی نذریں اور منتیں قبول لیتے ہیں اور جب اولاد ہوتی ہی تو اونکے نام سے انکے نام
بناکر رکھتے ہیں جیسے کہ بندہ علی بندہ حسین عبد النبی مدار بخش سالار بخش اور سوا اسکے جو نام ایسے ہیں اونکو
نرکھنا چاہیے اور ارادتہ میں شرک یہ ہوتا ہی کہ کہتے ہیں یا اللہ اور رسول چاہیگا تو یوں ہوجاویگا اللہ اور مرشد

چاہیگا تو یون ہووےگا چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہی ابن عباس رضی سے کہ ایک روز
ایک شخص نے حضرت علیہ السلام کو کہا کہ مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ یعنی جو اللہ چاہیگا اور تم چاہوگے
تو یہ کام ہوجاویگا حضرت نے فرمایا اَجَعَلْتَنِي لِلّٰهِ نِدًّا یعنے مقرر کرتا ہی تو مجکو واسطے اللہ کے
برابر اور ابن ماجہ اور امام احمدرح اور نسائی اور ابوداود نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے
کہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ بَلْ قُولُوا مَا شَاءَ اللّٰهُ
ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ یعنی نہ کہو جو چاہے اللہ اور چاہے فلانا بلکہ کہو جو چاہے اللہ اور پھر چاہے فلانا
غرض حاصل کلام کا یہ ہی کہ کوئی یون نہ کہے کہ اللہ اور تم چاہوگے تو ہوجاویگا بلکہ یون کہے کہ اللہ
چاہیگا اور اوسکے بعد تم بھی چاہوگے تو ہوجاویگا اور ایک فرقہ پیرپرستون کا ہوتا ہی سو وہ لوگ
اللہ کے علم اپنے پیرون کے علم کو سمجھتے ہین اور اپنا حاجت روا جانکر ایسی تعظیم کرتے ہین جو تعظیم خدا کی چاہیے
جیسے سجدہ کرنا اور اونکے واسطے کلمات عاجزی بخلاف شرع زبان پر لاتے ہین یہ امور درست نہین اور
بعضے لوگ بیدون کی نام کا ذکر کرتے ہین مانند نام خدا کے اور صبح کو وظیفے کیطرح سے پڑھتے ہین اور
بعضے لوگ سواے ہر کا روزہ رکھتے ہین کوئی حضرت بی بی کے نام کا روزہ رکھتا ہے اور کوئی حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے نام کا رکھتا ہے اور کوئی حضرت خضر علیہ السلام کے نام کا رکھتا ہے سو یہ درست نہین
اور جاننا چاہیے کہ جیسے عبادت سواے حق تعالی کے کفر ہی ویسی ہی متابعت بالاستقلال سواے اوسکی
کفر ہے اور شرک ہے اور متابعت بالاستقلال اوسکو کہتے ہین کہ اوس شخص کے حکم اور تقلید کو
واجب جانے اگرچہ اللہ کا حکم اوسکے خلاف ہووے اس متابعت کو اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے
اِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ یعنی پکڑا ہے
اونھون نے اپنے مولویون کو اور اپنے درویشون کو خدا سواے اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو اور جن لوگون کی
متابعت فرض ہی بحکم خدا سو وہ چھ گروہ ہین ایک تو انبیا ہین دوسرے مجتہدان شریعت ہین اور تیسرے
سلاطین دین اور اونکے نائب اور چوتھے جورو کو خاوند کی متابعت فرض ہی اور پانچوین اولاد کو والدین
کی اطاعت فرض ہی اور چھٹے غلام کو سرکار کی اطاعت فرض ہے لیکن مطلق متابعت انکی سبھی

فائدہ بیان متابعت بالاستقلال

فرض نہین ہے کیونکہ حضرت صلعم نے آپ انھون مین فرمایا ہی اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ
آمَرْتُکُمْ بِاَمْرٍ مِنْ اُمُوْرِ دِیْنِکُمْ فَخُذُوْا بِہٖ یعنے تم خوب جانتے ہو امور اپنے دنیا کے
مگر جسوقت حکم کرون مین تمکو ساتھہ امور دینی کی پس پکڑ لو اوسکو یعنی دنیا کے کام تم خوب جانتے ہو
اسواسطے کہ تم کرتے رہتے ہو سو اگر دنیا کے مقدمے مین کوئی حکم دون مین تو اوسکو غور کرو اگر مناسب ہووے
تو بجا لاؤ اور نہین تو کچھہ ضرور نہین مگر جب دین کی بات کوئی مین بتاؤن تو اوسکو اوسیوقت پکڑ لو
اور حدیث مین آیا ہی کہ بریرہ ایک لونڈی تھی کہ اوسنے بسبب آزاد ہونیکے اپنے خاوند کو چھوڑ دیا تھا
سو حضرت صلعم نے اوسکو فرمایا کہ اپنے خاوند سے تو پھر نکاح کر لے اوسنے کہا آیا آپ رسالت کی راہ سے
حکم دیتے ہین یا سفارش کی راہ سے حضرت صلعم نے فرمایا کہ سفارش کی راہ سے کہتا ہون اوسنے کہا
کہ مین نہین اوسکو اختیار کرتی سو حضرت صلعم کی متابعت کا حال تو معلوم ہوا یعنی امور دنیاوی
موافق مصلحت کے کیا چاہیے جو خلاف شرع نہووے اب باقی رہے پانچ گروہ مذکور سو اون کے
حق مین حضرت صلعم نے فرمایا ہی لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ یعنی متابعت
مخلوق کی درست نہین بیچ گناہ خالق کے یعنے جسمین گناہ خالق کا ہو اوسمین متابعت مخلوق کی
نکرے غرض حاصل کلام کا یہ ہی کہ ایاک نعبد کہنا اوسوقت کام آویگا کہ مطلق کفر اور شرک سے پرہیز کرے
اور بندہ جسوقت سچے دل سے ایاک نعبد کہتا ہی تو حق تبارک وتعالی اوسکے جواب مین فرماتا ہی کہ سچ
کہتا ہی بندہ میرا مجھی کو عبادت کرتا ہی اور جب زبان سے ایاک نعبد کہتا ہی اور دل مین شرک بھرا ہوتا ہی
تو اوسکے جواب مین فرماتا ہی کہ جھوٹ کہتا ہی مجکو عبادت نہین کرتا ہی بلکہ غیرون کی عبادت کرتا ہی واللہ اعلم

وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

یعنے تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم

عبادت کے بعد اس لفظ کو اسواسطے بیان کیا ہی کہ عبادت کرنیکے تکبر پیدا نہووے کہ عبادت کے
کرنے مین اوسی کی مدد کو دیکھا [illegible] عبادت بغیر تیری مدد کے نہین ہوتی ہی اور
دوسری وجہ اس لفظ کی لانیکی یہ ہی کہ … دوسری قدریہ تفسیر کا اہل سنت

سو مذہب جبریون کا یہ ہی کہ وہ کہتے ہین کہ ہم کچھ اختیار نہین رکھتے اور مانند سنگ اور چوب کی ہین اور
بے اختیار حرکت ہمسے ہوتی ہی ہم اپنے اختیار سے کچھ نہین کر سکتے ہین اور قدریہ کہتے ہین کہ ہم اختیار
تمام رکھتے ہین اور حرکات افعال ہماری جو ہوتے ہین سو وہ ہماری ایجاد سے ہوتے ہین سو یہ دونون
گروہ مردود ہین اسواسطے کہ جبریہ کے قول سے ابطال شریعت کا لازم آتا ہی کیونکہ تکلیف شریعت کی
بے اختیار پر نہین ہوتی ہی اختیار والے پر ہوتی ہی جانورون پر اسیواسطے تکلیف نہین ہے کہ
بے اختیار ہین اور قدریہ کے قول سے خالقیت الٰہی مین شرکت لازم آتی ہی کہتے ہین کہ جو فعل
ہمسے صادر ہوتے ہین سو وہ ہماری ایجاد سے ہوتے ہین نیک فعل ہو یا بد فعل ہو سب کے موجد
ہم ہین اسیواسطے حضرت صلعم نے فرمایا ہی اگر یہ لوگ بیمار ہووین تو اونکی عیادت نکرو اگر مر جاوین
تو اونکے جنازہ پر نہ حاضر ہو اور نہ اونکی نماز پڑھو اور نہ اون سے سلام کرو لیکن جاننا چاہیے کہ ایک
اور لوگ ہین سو وہ بھی انہین داخل ہین اور ہمارے بیچ مین بہت ملے رہتے ہین سو اونکا مذہب یہ ہی کہ
جو افعال نیک ہین اونکا موجد حق تعالیٰ ہی اور جو بد ہین اونکے موجد ہم ہین سو اونکا حکم اور قدریہ کا
حکم برابر ہی یعنی ابتدا اسلام اون سے کیا چاہیے نہ اونکے جنازہ کی نماز پڑھا چاہیے اور نہ عیادت
کیا چاہیے سو یہ دو لفظ اونکا عقیدہ رد کرنیکے واسطے فرماتے ہین ایاک نعبد سے جبریون کا عقیدہ
رد ہوتا ہی کیونکہ جب مانند سنگ اور چوب کے بے اختیار ہوئے تو عبادت کیونکر ہوسکے اور ایاک نستعین
سے عقیدہ قدریون کا رد ہوتا ہی کیونکہ جب بالکل افعالون کے موجد ہم ہوئے تو مدد طلب کرنا کیا ضرور ہی
اور اہل سنت کہتے ہین کہ عبادت ہم اپنے اختیار سے کر سکتے ہین لیکن توفیق تجھی سے مانگتے ہین اسواسطے
کہ بے توفیق تیری کے عبادت نہین ہوسکتی ہی اور جاننا چاہیے کہ مدد طلب کرنی غیر سے اسطور پر
کہ اعتماد بالکل اوسپر کرنا اور مظہر عون الٰہی کا اوسکو نہ سمجھنا بلکہ اپنا نافع اور مضر اوسکو جان لینا
اور اوسکو قادر مختار بالاستقلال سمجھنا اسطرح کی استعانت حرام ہے اور فاعل اوسکا
مشرک ہی اور اگر غیر کو مظہر خدا اور قدرت الٰہی کا سمجھے اور بطریق مشروع اوس سے مدد طلب کرے
تو جائز ہی غرض اسکی بابت ایک مثال ہی کہ اوسکے سمجھنے سے استعانت کے معنی خوب سمجھ مین آجاوینگے مثلاً [illegible]

مین سے جو پانی آتا ہی توچھت پر ہوتا ہی جب تک آتا ہے اور جس روز چھت پر پانی نہوگا اوسی روز
نابدان مین سے آنا بند ہوجاویگا مگر احمق لوگ جانتے ہین کہ نابدان ہی مین سے پانی نکلکر گرتا ہی
اور ہوشیار لوگ یو جھتے ہین کہ نابدان تو اوسکے آنیکا رستا ہی لیکن آتا ہے چھت پر سے پس اسطور کا
فرق مشرک اور موحد مین ہی جو کسی کے ہاتھ سے مسلمانون کو فائدہ ہوتا ہی تو وہ اوس شخص کو یون
جانتا ہے کہ یہ گویا نابدان ہی خزانہ الٰہی کا سو خداوند میرا اپنے خزانے سے اس نابدان کی راہ پانی میرے
اوپر گراتا ہی اور مشرک جانتا ہے کہ یہ نابدان اپنے پاس سے مجکو دیتا ہے یہ سمجھکر طرح طرح کی اوس
نابدان کی خوشامد کرتا ہے اور کھڑا ہوکر اوس نابدان سے مانگتا ہی کہ اے نابدان مجکو پانی دے
سو مسلمانون کو چاہیے کہ تمام مخلوقات کو نابدان الٰہی یقین کرے اور جانے کہ میرے خداوند کے دینے کی
یہ راہین ہین جس نابدان کی راہ چاہے مجھپر اپنا فیض گراوے اسطرح سے استعانت کرنی جائز
لیکن جو استعانت درست نہین ہے وہ یہ ہے کہ ہر جا اور ہر وقت کسی ہندیکو پکارنا اور یقین کرنا
کہ وہ سنتا ہے اور بیٹھتے اوٹھتے اوسکا نام لینا اور کھانے کے وقت اوسکے نام کو یاد کرنا بدلے
بسم اللہ کے یا حضرت امام جعفر صادق کہنا اور مصیبت کے وقت اوسکی دہائی دینی اور اوسکا نام لیکر
تلوار مارنی اور اوسکے نام کی چھڑی بنانی اور لڑکون کے سر پر چوٹی اوسکے نام کی رکھنی اور پانوٴن مین
بیڑی ڈالنی اور اوسکو فقیر بناکر بھیک منگوانا اور اوسکے گلے مین طوق ڈالنا اور زنجیر پہنانا اور
سہرا اوسکی سواری سمجھکر گدہے کو اپنے دامن مین دانہ کھلانا اور اوسکے جینے کے واسطے تعزیہ بنانا
اور سندا رکھنا اور چبوترہ طیار کرنا یہ سب استعانت حرام ہے اور بعضے لوگ چوراہہ مین چاول
پکا رکھتے ہین اور چار چشمے کتے کو ڈہونڈھکر کھلاتے ہین اور بعضے شہید کا طاق جان کر شیرینی چڑھاتے
ہین یہ سب نذر شیطان کی ہے غرض وایاک نستعین کو اسواسطے صاف ہو کر کہے کہ اوسکی
خطاب ہووے کہ سچا ہے بندہ میرا نقل ہے شیخ سفیان ثوری کی کہ مین ایک روز
نماز مغرب کی امامت کرتا تھا جب مین نے ایاک نستعین کہا ڈرا کہ قیامت کے دن ایسا نہو
کہ یون کہین مجکو اے جھوٹے وایاک نستعین کہتا جاتا تھا اور بادشاہون سے روزی طلب

فائدہ استعانت بے جا

کرتا جاتا تھا سو یہ مجکو یاد آیا تو ڈرا ہون کہ کیا جواب دونگا پس مسلمان کو چاہیے کہ شرم کرے پانچ وقت
کھڑا ہو کر کہتا ہے وایاک نستعین اور پھر روزی طلب کرتا ہے اوروں سے اند معالم التنزیل مین
لکھا ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام بیماری سخت مین گرفتار ہوئے اور مدت بہت ہو گئی
تو شیطان نے دیکھا کہ یہ شخص میرے فریب مین نہین آتا ہے تو ایک روز اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا
ایوب نے مجکو تھکا دیا اور میرے کسی فریب مین نہین آتا ہے اونھون نے کہا کہ تو آدم کے پاس جس
رستے سے گیا تھا اوسی رستے سے اوسکے پاس بھی جا پھر ابلیس صورت حکیم کی بناکر ایک صندوقچہ دوا کا لیکر
جس راہ سے حضرت ایوب کی بی بی گذر کرتی تھین اوس راہ پر ہو بیٹھا اوس بی بی نے حکیم جانکر پوچھا
کہ اے شیخ میرا خاوند بیمار ہے اوسکی بھی دوا تیرے پاس ہے اوسنے کہا کہ ایک دوا بہت مجرب ہے
لیکن اوسمین شرط یہ ہے کہ وہ بیمار دوا کھا کر یون کہے کہ مجکو تو نے شفا دی ہے تو وہ دوا جلد اثر کریگی
اور اوسکو شفا ہو جاویگی اوس بی بی نے جاکر یہ قصہ حضرت ایوب سے کہا اونھون نے سنکر فرمایا کہ وہ
ابلیس ہے اور چاہتا ہے کہ کسیطرح ایوب غیر سے مدد چاہے اور جناب حق تعالی سے نکالا جاوے تو اوسکے پاس کیون
ٹھہری ہوئی تھی قسم خدا کی اچھا ہو کر سو لکڑیان تجھکو مارونگا اور بی بی کو اپنے پاس سے اٹھا دیا اور
بولنا موقوف کیا سو مسلمان کو چاہیے کہ سوائے اللہ جل شانہ کے کسی سے مدد نچاہے اور زمین اور
آسمان مین جتنے لوگ ہین سبکو اوسی کا محتاج جانے اور جاننا چاہیے کہ ہر رکعت مین جو بار بار اس
سورہ کا پڑھنا مقرر ہوا ہے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈالا تھا
ہاتھ پاؤن خوب جکڑے تھے کہ حضرت ہرگز ہل نسکتے تھے اوسوقت حضرت جبرئیل تشریف لائے
اور کہا کہ اے ابراہیم اگر کہو تو مین تمھاری مدد کرون حضرت نے کہا کہ تمھاری مدد مین نہین چاہتا ہون
سو اس عقیدے کو حق تعالی نے بہت پسند کیا اور مدد فرمائی پھر اس امت کو حکم دیا کہ ہر رکعت مین
ایاک نعبد وایاک نستعین کہا کرو کیونکہ جب حضرت ابراہیم کے ہاتھ بندھے تھے تو وہ بھی کہتے تھے
تجھی سے مدد چاہتا ہون ہین سو نماز مین تمھارے ہاتھ اور پاؤن بندھے ہوئے ہین سو تم بھی
یہی کہا کرو کہ تجھی کو عبادت کرتے ہین ہم اور تجھی سے مدد چاہتے ہین ہم جیسے ہمنے اوسکی مدد کی تھی

مانگتا اور پانؤن بندھے پر ویسی ہی ہم تمھاری بھی مدد کرینگے گویا یون کہے کہ خداوندا ہاتھ میرے
اسوقت کام نہین کرسکتے پانؤن میرے چل نہین سکتے آنکھ میری دیکھ نہین سکتی سو ایسے وقت مین تجھی سے
مدد مانگتا ہون غرض حضرت ابراہیم کے قصے کو تفسیرون مین دیکھ لیوین اور جان لیوین کہ ایاک نستعین کے
یہ معنی ہین اور جاننا چاہیے کہ جو لوگ سوا اللہ جل شانہ کے اورون سے مدد مانگتے ہین وہ سب قیامت کو
انکے دشمن ہوجاوینگے چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا ہے وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ
دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰؤُلَاءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ قَالُوْا سُبْحَانَكَ
مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَنَا اَنْ نَتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاءَ وَلٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاءَهُمْ حَتّٰى
نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا
وَّلَا نَصْرًا وَمَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا یعنی اوس روز جمع کریگا اللہ اونکو کہ جنکو
پوجتے تھے سوا اللہ کے پھر فرماویگا اونکے معبودون کو کیا تمنے گمراہ کیا میرے بندون کو یا وہ خود بھول گئے راہ کو
بولینگے پاک ہے تو نہین لائق ہے ہمکو کہ پکڑین تجھے چھوڑ کر کوئی حمایتی اور لیکن مراد پوری کی تونے اونکی اور
اونکے باپ دادا کی یہانتک کہ بھول گئے نصیحت کو اور ہو گئے یہ لوگ ہلاک پھر فرماویگا کہ معبود تمھارے
جھوٹاتے ہین جو تم کہتے تھے پس نہین طاقت رکھ سکتے تم عذاب کے پھیرنیکی اور مدد کرنیکی اور جسنے
شرک کیا تم مین سے چکھاوینگے ہم اوسکو عذاب بڑا یعنی جب اللہ پوچھیگا بعضے رسولون سے اور
اولیاؤن سے کہ تمنے میرے بندون کو کہا تھا کہ تم ہمسے مانگا کرو یا وہ اپنی حماقت سے آپ مانگتے تھے وہ
عرض کرینگے کہ تو نادانی اور جہالت سے پاک ہے ہمسے پوچھنے کی تجھکو کیا حاجت ہے اور ہمارا ایسا مقدور ہے
کہ ہم سکھاوین سیکھو کہ تم اللہ کو چھوڑ کر ہمسے مانگا کرو کیونکہ ہم خود محتاج ہین تیری حمایت کے لیکن اونکے
مانگنے کی ہمسے یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ لوگ مرادین مانگتے تھے تجھسے اور تو اپنی رحمت سے
اونکی مرادین پوری کرتا تھا یہ اپنی حماقت سے جانتے تھے کہ اونھون نے ہماری مرادین پوری
کی ہین یہ جانکر ہماری طرف دوڑتے اور نذر نیاز ہماری کرتے تھے یہانتک ہوا کہ تیری
نصیحت کو بھول گئے اور ہلاکت مین اپنی جا پڑے [illegible] اللہ تعالی یاد رکھو کہ تم جو انکو قاضی الحاجات

کہتے تھے سو وہ جھٹلاتے ہین تمکو اور کہتے ہین کہ ہم خود محتاج ہین حاجت کے سوا اُنکو اب امیدوار نہو
اور خود بھی طاقت نہین رکھتے ہو کہ عذاب کو اپنے سے دفع کر دیا اپنی آپ مدد کرو اور ہماری دریا ہین
یہ قاعدہ ہی کہ جسنے تم مین سے شرک کیا چکہاوینگے ہم اوسکو بڑا عذاب اور اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ
یہ آیت مقبولون کے حق مین ہے جیسے کہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر وغیرہ ہین غرض آدمی کو چاہیے
کہ حضرت حق کے ساتھہ کسی کو شریک نکرے خواہ وہ شخص مقبولون مین ہو یا مردودون مین ہو کیونکہ حق تعالیٰ
کی ذات پاک دونون سے بری ہی مگر اونسے دعا کروانی اسواسطے کہ اونکی دعا اکثر مقبول ہوتی ہی
لیکن یون نچاہی کہ کوئی دعا اونکی رد نہین ہوتی ہی بلکہ یون سمجھے اگر اللہ چاہے قبول کرے چاہی
رد کرے کیونکہ اللہ جل شانہٗ کسی سے دب کر کام نہین کرتا ہے اور اپنے ارادے کو سب کی ارادے پر
غالب رکھتا ہی اور جاننا چاہیے کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ابوجہل اور ابی امیہ اپنے
چچا کی حق مین تیری دعا کی قبول نہوئی اور بزرگ لوگونکو ہر وقت عالم الغیب نہ جاننا چاہیے لیکن اپنا عقیدہ
رکھے کہ حق تعالیٰ جب چاہتا ہی اونکو کوئی بات معلوم کروا دیتا ہی اور یہی معنی ہین خرق عادت سے اور اگر
ہر وقت اون سے کرامت ہوا کرتی تو وہ عادت ہو جاتی خرق عادت نام نہ رہتا اور دلیل اسکی یہ ہی
کہ حضرت یوسفؑ کنعان کے پاس کوئین مین ہی اور حضرت یعقوبؑ کو نہ معلوم ہوا کہ جب اللہ جل شانہٗ نے
چاہا تو مصر سے ہوا کے ساتھہ خبر پہونچائی اور پانچ چیزون کی خبر کسیکو نہین ہے یہانتک کہ اگر کوئی کہے
کہ جناب محمد رسول اللہ ان پانچون کو جانتے تھے تو جان لیجیے کہ وہ کافر ہوا ہی اور وہ پانچون یہ ہین ایک
ایک قیامت کا آنا کہ کب آویگی دوسرے مینہہ کا برسنا اور تیسرے شکم کا حال دریافت کرنا کہ
لڑکی ہی یا لڑکا گورا ہی یا کالا پست قد ہی یا بلند قد ہی سعید ہی یا شقی ہی اور چوتھے آگے کا حال
معلوم کرنا کہ کل مجھ سے کیا فعل ہوویگا اور پانچوین یہ دریافت کرنا کہ مین کس زمین مین مرونگا
اور جاننا چاہیے کہ فقہا نے لکھا ہی کہ بحق فلان کرکے دعا نکرنی چاہیے کیونکہ حق تعالیٰ پر کسیکا حق واجب
نہین ہی مگر حق ہو اگر یہ مراد رکھے کہ وہ حق جو تو نے وعدہ کیا ہی اپنی رحمت سے اِن بندونکو اوس حق کے
دینے کا تو مضائقہ نہین ہی کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ خدا کا حق بندی پر اوسکی عبادت کا کرنا ہی اور بندونکا حق

فائدہ بیان علم غیب

فائدہ [illegible]

اور پر خدا کے بخشش دینا ہی سو اس جگہ حق سے وعدہ مراد ہی کہ حق تعالی نے اپنی رحمت سے وعدہ کیا ہے
بخشش کا اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ یہ لوگ بڑے بے ادب ہین کہ نبی کو اور ولی کو اور رب کو
شرک مین برابر ذکر کرتے ہین لیکن یہ نہین جانتے ہین کہ متقدمین نے بھی اسیطرح کہا ہے جسکے ہم پیرو ہین
اور اونکے کہنے پر چلتے ہین کہ اونھون نے محمد رسول اللہ کو اور لات اور عزی کو شرک کے باب مین
ایک جگہ بیان کیا جیسے کہ فقہ مین ذبیحہ کے باب مین لکھا ہی کہ جو کوئی بسم اللہ واللات والعزی
کہکر ذبح کرے یا بسم اللہ محمد رسول اللہ کہکر کرے تو دونون شکلون مین وہ ذبیحہ حرام ہوجاتا ہی سو
اب غور کرکے دیکھیے کہ بے ادبی کہانتک پہونچتی ہی معاذ اللہ منہا اور بعضے لوگ اپنے کھیتیون مین
اور باغون مین اللہ کے بندون کے نام کا غلہ مقرر کرتے ہین اور جانتے ہین کہ اونھون نے مدد کرکے
برکت دی ہی اور یہ نہین جانتے ہین کہ پیدا کرنے مین اختیار کسیکا نہین ہی سوا اللہ کے سو اسواسطے اللہ نے فرمایا ہی
سورۂ انعام مین کہ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ ۝ یعنے
جس روز کاٹو تم کھیتیون کو اپنے اوس روز حق نکالو تم اللہ کا اور بیجا خرچ نکرو یعنی اور کسی کی نیاز اور نذر
نکالو اور اللہ دوست نہین رکھتا بیجا خرچ کرنیوالون کو یعنی پیدا کرے اللہ اور نیاز کرو تم اور کسی کی تو
لوگون کو اللہ دوست نہین رکھتا ہی بلکہ دشمن رکھتا ہی اور بعضے لوگ بندون کی نام کا جانور مقرر
کرتے ہین کوئی میران کے نام کا کرتا ہی اور کوئی سید احمد کبیر کے نام کا کرتا ہی اور کوئی [illegible] کا مرغ کرتا ہی اور
کوئی بزرگون کے نام پر سانڈ بنا کر چھوڑتا ہی اور اللہ صاحب نے اس آیت مین اسکا اشارہ بھی فرمایا ہی
وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُولَةً وَفَرْشًا كُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ
إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ یعنی پیدا کیا ہی اللہ نے چوپایون مین سے بوجھ اوٹھانے والون کو اور
ذبح کیواسطے نیچی گردن کرنیوالون کو کھاؤ تم جو دیا ہے تمکو اللہ نے اور نہ چلو تم قدمون پر شیطان کے
مقرر وہ تمھارا دشمن ہے ظاہر یعنے بعضے جانورون کو اللہ نے بوجھ اوٹھانیکے واسطے پیدا کیا ہے
سو نہ کیا کرو کہ کسیکے نام کا چھوڑ رکھو اور بوجھ لادنے کو منع کرو اور بعضون کو کھانیکے واسطے مقرر
کیا ہی اور کسی کی نیاز نذر کیواسطے مقرر نہین کیا ہی یہ نیاز کا نکالنا چڑھانا کیواسطے شیطان کے قدمون پر

چلنا ہی اور وہ تمہارا ظاہر دشمن ہی کہ ہر وقت یہی چاہتا ہی کہ تم جنت سے محروم رہو اور دوزخ مین ڈالے جاؤ والعیاذ باللہ

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

یعنے دکھا ہمکو راہ سیدھی

اور راہ سیدھی سے مراد اس جگہ قرآن شریف اور حدیث ہی کہ جو خالی ہی بدعت سے اور عصیان سے
لیکن ہر کوئی اپنی راہ کو سیدھی جانتا ہی اسواسطے آگے فرمایا ہی کہ مطلق راہ نہ طلب کرو بلکہ یون کہو

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

یعنی راہ اون لوگون کی کہ نعمت کی تونے اوپر اون کے

سو وہ راہ چار فرقونکی ہی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین سو نماز مین جسوقت اس جگہ پہونچو
تو ان چار فرقون کی راہ کو طلب کرے لیکن جاننا چاہیے کہ نبی کسکو کہتے ہین اور صدیق کسے کہتے ہین اور
شہیدکی کیا صفت ہی اور صالح کسکا نام ہی سو جان لو کہ نبی وہ انسان ہی کہ قوت نظریہ اور عملیہ مین
مرتبہ کمال کا رکھتا ہو اور خدا تعالی نے اوسکو واسطے ہدایت خلائق مبعوث کیا ہو اور ہر آدمی کو دو قوتین
دی ہین ایک قوت نظریہ دوسری قوت عملیہ قوت نظریہ اوسکو کہتے ہین کہ ہر چیز کو اوس قوت سے
پہچان لیوے اور قوت عملیہ اوسکو کہتے ہین کہ جو نیک اور بد آدمی سے ہوتا ہی اوسی قوت سے
صادر ہوتا ہی سو حق تعالی نبی کو بلا واسطہ تربیت فرماتا ہی اسواسطے کہ تاثیر انوار کی اوسکی قوت
نظریہ مین ایسی بخشتا ہی کہ غلطی اور شبہہ اوسکی نظر مین ہرگز نہین پڑتا اور اوسکی قوت عملیہ کو ایسا ملکہ
دیتا ہی کہ بسبب اوسکے ہر نیکی اوس سے رغبت کے ساتھ ہونے لگتی ہی اور ہر بدی سے محفوظ رہتا ہی
یہانتک کہ معصوم ہو جاتا ہی اور بسبب قوت عملیہ کے عقل اوسکی کمال کو پہونچ جاتی ہی اوسکے بعد خلقت کی
تعلیم کیواسطے اوٹھایا جاتا ہی اور اوسکی طرف وحی آتی ہی اور عوام کے واسطے معجزے اوسکے ہاتھ
سے ظاہر ہونے لگتے ہین اور خواص کے واسطے اوسکو اخلاق کریمہ بخشتے ہین اور علوم صادقہ یقینیہ
کرتے ہین اور بیان شافی اور حجت واضح اوسکو عطا فرماتے ہین اور صحبت مین اوسکی انوار برکات پیدا کر دیتے ہین
اور صدیق وہ ہے کہ قوت نظریہ اوسکی مثل قوت نظریہ انبیا کی ہوتی ہی خواہ نبی ہو خواہ نہو اور انبیا کے عمر

فائدہ نبی

فائدہ صدیق

جو شخص نہین بولتا ہی اور عمل انکے ایسے خالص ہوتے ہین کہ نفس کا ہرگز لگاو نہین ہوتا ہی اور اوسکی
فنائی یہہ ہی کہ اپنے قصد مین تردد نکرے یعنے اللہ پر توکل کرکے اوس کام کو کرنے لگے اور اسباب پر چندان
خیال نکرے اور اگر نماز مین اوسکو بڑی سی بڑی مصیبت آجاوے تو ادھر اودھر ندیکھے بلکہ سوای خیال
حق تعالی کے دوسری طرف خیال نکرے اور ظاہر اور باطن مین ایک سان ہووے اور خواب کی تعبیر خوب جانے
اور شہید وہ ہی کہ جو علم نبی نے اوسکو پہونچا دیا ہی اوس حکم کو ایسے یقین کے ساتھ قبول کرے کہ گویا آنکھون
سے دیکھتا ہی اور اللہ کی راہ دین مین جان دینے کو سب چیز سے آسان جانے گو وہ شہید ہوا یا نہوا اللہ کے
نزدیک وہ شہید ہی اور قوت عملیہ اوسکی اپنے کمال مین نزدیک قوت انبیا کے ہوتی ہی اور صالح وہ ہے
کہ ظاہر اپنے کو گناہون سے پاک کرے اور باطن اپنے کو برے عقیدے بلند رکھی اور بدخلقی سے دور رکھے اور
یاد حق مین ایسا محو ہو جاوے کہ گنجایش دوسری چیز کی اوسکے دل مین نرہی یہانتک اون سبکی جدا جدا
تعریف ہو چکی پھر جو باتین کہ شامل ہین اون چارونکو وہ یہ ہین کہ حق تعالی اونکو دوست رکھتا ہی اونکی
رزق کی کفالت کرتا ہی بلکہ عزت سے دیتا ہی کہ امیرون کو اوس عزت سے نہین ملتا اور ظاہر مین اون کو
سب لوگون سے امتیاز دیتا ہی اور اونکو دشمنون سی اونکو محفوظ رکھتا ہی اور اونکی دلون مین اپنی عزت اور
عظمت ڈالتا ہی کہ اوسکے سبب سے کسی بادشاہ اور امیر کی عزت کو خیال مین نہین لاتے اور کلمہ حق کہہ دیتے ہین
اور اونکی خدمت کیواسطے کمر نہین باندھتے ہین اور حق تعالی اونکی ہمت کو بلند کر دیتا ہی کہ ہرگز دولت اور دنیا کا
خیال نہین کرتے ہین اور اون کے دلون کو روشن کر دیتا ہی کہ اوس سی حق تعالی کی اشارہ کو پہچان لیتے ہین چنانچہ
ایک بزرگ کی نقل ہی کہ کہتے ہین کہ جب مجکو رکوع کرنیکو فرماتا ہی جب مین رکوع کرتا ہون اور جب کہتا ہی کہ سر اوٹھا
اوسوقت مین سر اوٹھاتا ہون اور اون کے سینہ کو کھول دیتا ہی کہ کوئی مصیبت دنیا کی اون کو معلوم نہین
ہوتی ہی اور اوس مصیبت مین تنگ نہین ہوتے ہین چنانچہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جیسا تم تنعم مین خوش
ہوتے ہو ویسا ہم تنگی مین خوش ہوتے ہین اور اونکی صورتون سے ہیبت ڈالتا ہی کہ بڑے بڑے بادشاہ جبار اون سے
کانپتے ہین اور بڑے سرکش اون سے دبکر چلتے ہین لیکن جاننا چاہیے کہ بعضے فرقے دعوی کرتے ہین کہ ہم اون
بزرگون کے طریقہ پر ہین اور اپنی نسبت اون کی طرف کرتے ہین اور لوگون کو فریب دیتے ہین کہ ہم اونکے گروہ

کہلاتے ہین اور چال یہ ہیکہ اونکے طریقے سے محض خلاف ہین جیسیکہ یہود و نصاری کہ اپنی نسبت
انبیا کیطرف کرتے ہین اور اونکے طریقے پر عمل نہین کرتے اور جیسے شیعہ کہ اپنی نسبت امامون
کیطرف کرتے ہین اور متابعت اونکے قول و فعل کی نہین کرتے بلکہ تعزیہ داری اور نوحہ اور ماتم جو منع ہوا
نہ کیے ہین او کسی امام سے یہ امور ثابت نہین عمل مین لاتے ہین اور اوسکو عین محبت جانتے ہین اور
اسیطرح فرقہ جلالیہ و مداریہ وغیرہ کہ اپنی نسبت بزرگون کیطرف کرتے ہین اور اونکے خلاف راہ
چلتے ہین جیسے کوئی سر پر چوٹی رکھتا ہے کوئی چار ابرو کی صفائی کرتا ہے اور کوئی مزامیر کو جو بالاتفاق
حرام ہے اوسکو حلال جانتے ہین سو انکے دعوے کے باطل کرنے کیواسطے ایک عبارت اور
فرمائی اسواسطے کہ وہ راہین اون بزرگون کیطرف نسبت کرنے سے ظاہر مین مستقیم معلوم
ہوتی ہین پر حقیقت مین اون لوگون نے اوس راہ کو بہت بگاڑ دیا ہے سو اسکے واسطے یون کہو

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

یعنے نہ راہ اون لوگون کی کہ غضب کیا گیا اونپر اور نہ راہ گمراہون کی

گویا یون تعلیم فرمایا کہ مطلق راہ مستقیم بھی جسطرح ہو یہ نہ مانگا چاہیے کیونکہ مغضوب اور گمراہ لوگون نے
اوس راہ کو خراب کر دیا ہے سو اونکے کہنے پر نہ چلو بلکہ ہمیشہ یون کہو کہ خداوندا وہ راہ ہمکو نصیب کر
جو حقیقت مین راہ بزرگون کی ہے اور وہ راہ نہ دکھا کہ جسمین ہم پر غضب ہووے اور ہم گمراہ ہو جاوین
اور جاننا چاہیے کہ راہ مستقیم جب حاصل ہوتی ہے کہ بدعت کو اور زیادتی اور کمی کو ترک کر دے اور
سنت رسول اللہ کو اختیار کرے اور بدعتین بہت سی ہین اس مختصر مین بیان نہین ہو سکتی ہین
مگر تھوڑا سا بطور نمونے کے بیان سنا چاہیے مثلاً غمی کے بیچ مین سیکڑون روپیہ بیجا صرف کر دیتے ہین
خود بھی مفلس اور قرضدار ہو جاتے ہین اور دوسرونکو بھی فائدہ نہین پہنچتا ہر دن تیجہ سال بھر تک
طرح طرح کی رسوم اور بدعات کرتے ہین یعنے سوم کے روز تکلفات سے کرنا اور اسراف مال کا بیجا کرنا اور
مجلس سوم کی منعقد کرنی واسطے قرآن خوانی اور کلمہ خوانی کے اور اوسمین حقہ پینا اور بیہودہ باتین کرنی
اور قرآن شریف کی تعظیم نہ کرنی اور سوا اسکے اور فضول کام کرنا اور دسترخوان بچھا کر برادری والون کو

اور اغنیا کو کھلانا اور اونہین کسی طرح سے قباحت ہی اکثر یہ بات ہی کہ وارث یتیم ہوتی ہین وہ مال اونکا
حق ہوتا ہی اونکے مال کو بوجہ شرعی کھانا حرام ہی اور کبھی اوس مال مین حق شرکا کا ہوتا ہی
تو اوس مال کو بیدون تقسیم کے صرف کرنا درست نہین ہی اور اکثر یہ بات بھی ہی کہ میت قرضدار ہوتا ہی تو پہلے
اوسکے ادای قرضہ کرنا چاہیے بدون ادای قرضہ کے خواہ مخواہ تکلفات مین صرف کرنا نہ چاہیے اور اسیطرح
ہی حکم دہم اور بستم اور چہلم اور ششماہی اور سالیانہ کا کہ ان دنون مین واسطے نموداری کے
اور بخوف طعن برادری کے یہ سب تکلیفین اوٹھاتے ہین اور اگر روپیہ نہین ہوتا ہی تو سودی
روپیہ نکلواتے ہین اور اگر سودی بھی نہین ملتے ہین تو مکانات گرو کرتے ہین اور
رسوم بیجا مین خرچ کرتے ہین اور قبرون کو پختہ کرواتے ہین اور اونپر روشنی کرتے ہین اور اونپر چادر اور
غلاف ڈالتے ہین اور چالیس دن تک زبردستی روتی ہین اور چہلم تک ہر رات چراغ روشن کرتی ہین اور چالیسوین کو
روح نکلواتے ہین اور چارپائی پر چادر بچھاتے ہین اور اوسکے تلے خاک بچھاتے ہین جمعرات کو کوئی شیطان
یا کوئی جانور اوسپر پھر جاتا ہی اوسکو جانتے ہین کہ فلانے کی روح اس قالب مین آئی غرض آواگون
کے قائل ہوتے ہین اور اوس مردے پر نوحہ کرتے ہین اور ٹاٹ بچھاتی ہین اور اوسپر سوتے ہین اور ایسیطرح
اپنی شادیون مین بیموجب خرچ کرتے ہین کہین ناچ کرواتی ہین کہین ڈومنیان بلوا کر گواتی ہین کہین
بی بی کا کھانا کرتے ہین اور اوس کھانے کو مردون پر اور لونڈیون پر اور دونکاحی عورت پر
حرام جانتے ہین اور **بی بی کی صحنک کی اصل** یون معروف ہی کہ جہانگیر بادشاہ کی بی بی نورجہان
جو دوسرا نکاح اوسکا بادشاہ کے ساتھ ہوا تھا اور بادشاہ کے نزدیک اوسکی خاطر بڑی تھی اور اور بیبیان
اسی سبب سے اوس سے حسد رکھتی تھین اوسکی ذلت کیواسطے یہ تجویز کی کہ بی بی کی فاتحہ کے نام کا
کھانا پکایا اور اوسکا نام صحنک رکھا اور ایک محفل قرار دی اور اوسمین سب بیبیان جمع ہوئین
اور نورجہان بھی اونمین تھی جب کھانے کیواسطے بیٹھین تب صحنک کرنیوالی نے کہا کہ اے بیبیو
یہ صحنک نیاز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہی اور جو دوخصمی ہو اوسکو کھانا درست نہین ہی پس
نورجہان اوٹھ گئی اور سب بیبیون مین ذلیل ہوئی اور وہ بیبیان اوسکی ذلت سے خوش ہوئین

اور

اوس روز سے صحنک کا رواج جاری ہوا اور شریعت مین کچھہ اسکی اصل نہین ہی اور نہ کچھہ ثواب بلکہ
حرکت بیجا موجب گناہ ہی اور کہین اللہ میان کا رتجگا کرتے ہین اور ایک ٹھلیا کو پھول پہنا کر او سپر کپڑا
ڈالکر بیچ مین بت کیطرح رکھتے ہین اور پچھلی رات کو اوس ٹھلیا کو لیجاتے ہین کہ اللہ صاحب آتے ہین
آتے ہین اور صبح کو اوسکا پانی تبرک کرکے پلاتے ہین اور دولہا کو حرام پوشاک پہناتے ہین اور
جیسے کہ ہندو مور سر پر رکھتے ہین یہ لوگ سہرا اوسی کیطرح لٹکاتی ہین اور کنگنا اوسکی ہاتھہ مین
باندھتے ہین اور اوسکو حاجت ہو یا نہو مقرر اوس رات نہلاتی ہین اور دلہن کو جلوا کھلاتی ہین
اور ہنود کیطرح گونا مقرر کرتے ہین غرض ایسی ایسی خرافات شادی مین کرتے ہین اور بعضے لوگ
سلام علیک کے بدلے بندگی کرتے ہین اور بعضے لوگ حضرت علی کو شیخین یعنی حضرت ابو بکر
و عمر رضی اللہ تعالی عنہما پر فضیلت دیتے ہین اور بعضے اپنے پیرون کو معبود کرکے پوجتے ہین
اور اونکو انبیا علیہم السلام پر فضیلت دیتے ہین اور بعضے لوگ اماموں کو اون پر فضیلت
دیتے ہین اور بعضے لوگ جھوٹی قبرین بناکر پوجتے ہین اور اون جھوٹی قبرون کے روبرو
کھڑے ہوکر روزی اور رزق مانگتے ہین اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ حضرت علی کے دوستدار کو
شرک اور کفر اور کوئی گناہ ضرر نکریگا اور جنت مین مقرر جاوینگا اور بعضے لوگ بزرگون کی شفاعت
کی بھروسے پر اللہ جل شانہ کے گناہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ہمکو بخشوا لینگے گو کہ اللہ راضی
ہووے یا نہووے وہ راضی کر لینگے اور یہ نہین جانتے ہین کہ اللہ کے حضور کوئی نہین چھپا سکتا ہے
بلکہ اگر وہ بزرگ لوگ کسی کیطرف سے اللہ کی نظر پھری ہوئی پاوینگے تو اوس وقت وہ بھی دشمن ہو جاوینگے
کیونکہ دنیا مین بھی اونکی یہی حالت رہی کہ اللہ کے دوست کو دوست رکھتے تھے اور اوسکے دشمن کو دشمن
رکھتے تھے وہی حال بلکہ اوس سے بھی زیادہ آخرت مین ظہور کریگا اور تفسیرون مین لکھا ہی کہ مغضوب
اور ضال سے مراد فرقہ یہود اور نصاری کا ہی یہودی بزرگون کو برا کہتے ہین اور نصاری نبی کو درجہ خدا کا
لگاتی ہین سو معنی غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے یہ ہوے کہ نہ تو ہم ایسے ہو جاوین کہ بزرگون کا انکار کرین
اور نہ ایسے ہو جاوین کہ اونکو تیری برابر سمجھین اور نہ اونسے مرادین مانگین اور اونکو ہر وقت عالم الغیب

جانین بلکہ وہ راہ دکھا کر نبی کو نبی جانین اور ولی کو ولی جانین اور جاننا چاہیے کہ پل صراط جو بال سے زیادہ
باریک ہے وہ راہ مستقیم ہے شریعت کی کہ پل کی شکل بنکر دھری جاویگی اور لوگ اوس پر گذرینگے
سو جنکو یہان عادت تھی اوس راہ پر چلنیکی وہ لوگ وہان بھی دوڑتے ہوئے چلے جاوینگے اور جنکا یہان
قدم پھسلتا تھا کہ کوئی حکم شرع کا کرتے تھے اور کوئی موافق خوشی نفس کے کرتے تھے سو وہان بھی اونکا قدم
پھسلیگا اور اونکو ایک لپٹ دوزخ سے نکلکر لیجاویگی اور اوس تقریر سے معلوم ہوا کہ راہ مستقیم
بال سے بھی زیادہ باریک ہے کیونکہ اسی راہ کی صورت وہان ظاہر ہوویگی سو اوس راہ پر
چلنا بڑے مردونکا کام ہے اور بعضے لوگ رانڈون کا نکاح نہین کرتے ہین اور
اونکو تمام عمر بند کر رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ شرافت سے بہت بعید ہے کہ عورت دوسرا نکاح کرے اور یہ
نہین جانتے ہین کہ بڑے اشرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے کہ اونکی دو صاحبزادیون کا
دو جگہہ نکاح ہوا اور حضرت فاطمہ کی صاحبزادی کا چار جگہ نکاح ہوا پھر اونسے زیادہ شرافت کا دعوے کرنا
حماقت ہے اور بعضے لوگ بزرگون کی فاتحہ کے واسطے بڑے بڑے تکلف کرتے ہین خواہ مخواہ کورے
برتن مین پکاتی ہین اور کوئی آگ مانگے تو نہین دیتے ہین اور پانی اچھوتا مقرر کرتے ہین اور جگہ کو
لیپتے ہین اور اوس جگہہ کو ہندو کیطرح چوکا مقرر کرتے ہین کہ کوئی پاؤن نرکھے اور بیٹھ نجاوے اور اگر
بتی جلاتی ہین اور شمع روشن کرتے ہین اور ان سب چیزون کا نام اچھوتا رکھتے ہین اور اوس کھانے پر
پان پھول رکھوا کر فاتحہ پڑھواتے ہین اور فاتحہ کے وقت ہاتھ باندھ کر اوس کھانے کے روبرو کھڑے
رہتے ہین اور جانتے ہین کہ اس وقت وہ بزرگ یہان آئے ہین یہ جانکر روزی و رزق اونسے مانگتی ہین
اور فاتحہ کے بعد اوس چوکی پر بعضے سجدہ کرتے ہین اور بعضے سلام کرتی ہین اور اوسکا نام نیاز رکھتے ہین یہ سب
باتین تراشی ہوئی ہین ان سب باتون کی شرع شریف مین کچھ اصل نہین ہے البتہ ایصال ثواب کے لیے
کھانا حلال پیسے سے پکوا کر بھوکون محتاجون کو کھانا کھلانا اور اوسکا ثواب بزرگون یا عزیزونکو
بخشنا باعث نجات اور ثواب کا ہے اور جائز ہے اور بعضے لوگ شہادت کی رات حلوا پکا کر تعزیہ کے گرد
تمام شب دھرتے ہین اور صبح کو تبرک جانکر اسمین بانٹتے ہین اور شربت کے گھڑے تعزیہ پر چڑھاتے ہین

اوسکو نیاز حسینؑ کی مشہور کرتے ہین اور یہ لوگ سمجھتے نہین ہین کہ نیاز سواے اللہ کے دوسری کو
نہین درست ہی اور بعضے چاندی کا پنجہ اور نگینہ اور روٹی بنا کر چڑھاتی ہین اور بعضے ہر قسمی لکھکر
لگاتے ہین اور بعضے لوگ محرم کے دنون مین مچھیکا کھاتی ہین اور زمین پر سوتی ہین اور پان نہین کھاتی
اور چوڑیین گہنا اوتار ڈالتی ہین اور منت مان کر ساری رات منبری کرتی ہین اور نامحرمون مین
پھرتی ہین اور اونکی والی منع نہین کرتے ہین یہ سب امور ناجائز اور باعث گناہ ہین اور بعضے لوگ
جمعرات کے فاتحہ کیواسطے ایک حدیث نقل کرتی ہین کہ جمعرات کو سب اروا حین اپنی گھرون مین آتی ہین
پھر اگر اونکے واسطے اون لوگون کی کچھ پکایا ہوتا ہی تو خوش ہوتی ہین اور نہین تو ناامید ہو کر
چلی جاتی ہین سو یہ حدیث صحیح نہین ہی اور علماے حدیث کی نزدیک اس حدیث کی صحت نہین ہے اور یہ
جاننا چاہئے کہ یہ جو حدیث مین آیا ہی کہ مردی کیطرف سی صدقہ دینا چاہیے سو وہ یہ ہی کہ کوئی غلام خرید کر
آزاد کرنا چاہیے جیسے کہ حضرت عائشہؓ نے کیا ہی اپنے بھائی کیطرف سے یا کوئی کنوان کھدوا دیا جاتے
اگر نہو سکے تو کسی بھوکے کو کھانا کھلوا دیوے یا کسی ننگے کو کپڑا پہنا دیوے یا کسی کے قرض کو ادا کر دیوے
یا کسی حاجتمند کو نقد دیوے یا قرآن شریف یا درود پڑھکر یا پڑھوا کر اوسکا ثواب بخشے یا قرآن شریف
یا کتب دینیہ کے پڑھنے والون کو دیوے اوسکا ثواب جسے چاہے بخشے اور نیت کر لیوے کہ اس فلانے
کیطرف سی مین نے یہ کیا ہی اسکا ثواب اوسی کو ہووے پس شریعت مین یہ صورت ایصال ثواب کی ہی
اور جاننا چاہئے کہ بعضے مفسرین کے نزدیک مراد راہ مستقیم سے یہ ہی کہ خالی ہووے افراط اور تفریط سے
یعنی زیادتی اور کمی سے مثلاً وحدانیت مین افراط یہ ہی کہ ذات الٰہی مین تعطیل کا اعتقاد کرے یعنی ذات الٰہی کو
خالی افعال سے اور صفات سے جانے جیسا کہ یہ مذہب حکماے یونان کا ہی اور تفریط یہ ہی کہ اوسکی صفات
خاصہ کو ممکنات اور مخلوقات مین بھی اعتقاد کرے جیسا کہ مشرکین بعضے صفات الٰہیہ کو مثل خالقیت اور
رزاقیت کے مخلوقات مین اعتقاد کرکے اونکی پرستش کرتے ہین اور افراط عبادت مین یہ کہ ہر شی کو مظہر
صفت الٰہی جانکر اوسکو پوجنے لگے اور تفریط یہ ہی کہ حق تعالیٰ کو مستغنی سمجھکر اوسکی عبادت کو بیفائدہ
اعتقاد کرے اور افراط عادت مین یہ ہی کہ ہر کام مین نحوست اور سعادت کا پابند ہونا مثلاً اولاد مین اور لونڈی

ف بیان صدقہ
ف بیان ایصال ثواب
ف بیان افراط و تفریط در وحدانیت
ف بیان افراط و تفریط عبادت
ف بیان افراط و تفریط عادت

غلام میں اور مواشی اور حویلی میں اور کھیتی اور باغ میں نحوست اور سعادت کو لازم خیال کرنا جسکو سعد
خیال کرے اوسکو عمل میں لایا کرے اور جسکو نحس جانے اوس سے احتراز کیا کرے اور ہر وقت اور ہر کام میں
اسی خیال کا گرفتار رہے اور کسی مطلب کے لیے برہمن سے پوچھکر اوسکے قول کو سچا جانے اور اوسپر عمل کرے
اور اپنے اوپر زندگی کو تنگ کرے اور مثل دیوانے اور وحشی کے ہر چیز سے ڈرے اور تفریط یہ ہے کہ دوا اور
غذا اور پرہیز اور دعا کو محض بے اثر اور بیفائدہ سمجھنا اور بے قید ہو کر جو چاہنا سو کرنا اور اسیطرح سے
اماموں کو اور اولیاؤں کو فضائل اور مراتب میں برابر انبیا کے جاننا اور انبیا کو درجہ الوہیت کا لگانا
یعنی اونکو ہر وقت عالم الغیب سمجھنا اور یقین کرنا کہ ہر جگہ ہر کسی کی فریاد کو سنتے ہیں اور اوسکے
حال سے واقف ہیں اور ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں اور اونکی ہر شفاعت اور ہر غرض کو جناب الٰہی میں
واجب القبول تعین کرنا گو خدا راضی ہو یا نہو اور اونکی صورتوں کو اور قبروں کو معبود مقرر کرنا اور
اونکے سامنے کھڑے ہو کر اونسے روزی رزق اور اولاد طلب کرنا اور دوزخ اور بہشت اور حساب اور میزان کا
اونکو مالک جاننا اور کہنا کہ جسکو چاہیں وہ دوزخ میں ڈالیں اور جسکو چاہیں جنت میں لیجائیں یہ عقیدہ
بالکل افراط میں داخل ہے اور تفریط اسمیں یہ ہے کہ اونکی بزرگی کا انکار کرنا اور اونکی نبوت اور ولایت کو ہیچ
سمجھنا اور اونکے معجزات اور کرامات کا انکار کرنا اور اونکو بعد فوت کے مانند سنگ اور چوب کے بیکار محض جاننا
اور ولایت دوازدہ امام پنجتن کا انکار اور ان کی ولایت سے انکار کرنا یہ سب تفریط میں داخل ہے اور افراط
ایمان میں یہ ہے کہ یقین کرے کہ مومن کو کوئی گناہ ضرر نہیں کرتا ہے اور تفریط یہ ہے کہ گنہگار کو کافر سمجھے اور
بڑے گناہ والے کو حکم خلود فی النار کا کرے اور کلام میں افراط یہ ہے کہ ہر وقت بیجا گفتگو کیا کرے
اور تفریط یہ ہے کہ بالکل بولنا چھوڑ دے اور دین کی حرارت میں افراط یہ ہے کہ ہر کسی سے ادنی
امور دین میں جھگڑا کرے اور ترک مستحب کیواسطے غصہ کرے اور اوسکو کافر کہے اور تفریط اسمیں یہ ہے
کہ بے نمازیوں سے بے تکلف صحبت رکھے اور کچھ دل میں کراہت نہ لاوے اور صاحب بدعت کی
تواضع تعظیم کرے اور صرف میں افراط یہ ہے کہ اسراف کرنے لگے اور تفریط یہ ہے کہ بالکل بخیل ہو جاوے
اور شجاعت میں افراط یہ ہے کہ تہور اختیار کرے اور موجب بے موجب ہر کسی سے لڑا کرے

ف ۱
ف ۲
ف ۳
ف ۴
ف ۵
ف ۶

اور تفریط یہ ہی کہ نامرد بنجاوے اور جبن اور بزدلی اختیار کرے غرض توسط ہر جگہ محمود ہی اور افراط
و تفریط ہر جگہ مذموم ہے اور جاننا چاہیے کہ راہ مستقیم راہ انبیا کی ہی سو یہ راہ جب حاصل ہوتی ہے
کہ جب اونکی متابعت کرے مثلاً اگر پروردگار حکم کرے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر اوسیوقت ذبح کرنے کو
تیار ہو جاوے مانند حضرت ابراہیم کے اور اوس لڑکے کو جب حکم کرے کہ اوسیوقت ذبح ہو وہ اوسیوقت
مستعد ہو جاوے مانند حضرت اسمعیل کے اور اگر فرماوے کہ دریای عظیم میں گر پڑ اوسیوقت گر پڑے
مانند حضرت یونس کے اور اسی راہ مستقیم کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہی کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم یعنی کعبہ شریف کی سائی میں بیٹھے تھے کہ صحابہ نے آنکو عرض کی کہ یا رسول اللہ کفار کے ہاتھ سے
ہمکو بہت تکلیف پہونچتی ہے حضرت نے فرمایا کہ ایمان والون کو ہمیشہ کافرون کے ہاتھ سے تکلیف پہونچتی
رہی ہے یہانتک ہوا ہے کہ مسلمان کو زمین میں گڑھا کھود کر گاڑ دیا ہی اور سر پر آرا رکھکر
چیر ڈالا ہی اور اوسنے سوای کلمہ توحید کے کچھ اور منھہ سے نہیں نکالا ہی اور آہنی شانے سے اون کے
بدن سے گوشت چیری ہین اور وہ راہ مستقیم سے ہرگز نہیں پھری ہین اور اوسی راہ پر قائم رہا ہے اور اونھون نے
تکلیف کیواسطے دین کو نہیں چھوڑا ہی اور جاننا چاہیے کہ صاحب بیضاوی نے لکھا ہی مغضوب علیہم سے
مراد عاصی لوگ ہین اور ضالین سے مراد جاہل لوگ ہین سو پوری نعمت بندے پر جب پہونچتی ہی کہ اپنے خاوند کو
کو بھی پہچانے اور عمل بھی نیک کرے اکثر اوقات بہت سے لوگ خدا کو پہچانتے ہین لیکن عمل نیک نہیں کرتے ہین
اور اکثر لوگ عمل نیک کرتے ہین لیکن خدا کو پہچانتے نہین سو اون دونون فرقون کی راہون سے
بچنے کا حکم ہوا کہ انکی راہون سے بہت دور بھاگو اور پناہ طلب کرو اور بعضون نے تفسیر کیا
مغضوب علیہم سے مراد کافر معاند ہیکہ دیدہ و دانستہ دین سے انکار کرے اور ضال سے مراد عاصی مقلد ہے
کہ جان بوجھکر گناہ کرے سو اسکی حدیث شریف میں آیا ہی کہ بڑا سخت عذاب قیامت کو عالم بے عمل پر ہوویگا
کیونکہ سمجھ بوجھکر گناہ کرتے ہین اور لوگون کی خاطر سے حق چھپاتے ہین اور رشوت لیکر فتوی غلط بتلاتے ہین
اور [illegible] سو ایسے لوگون کی راہ سے پناہ مانگنا چاہیے کہ جان بوجھکر [illegible]
[illegible] مغضوب علیہم سے مراد یہود ہی اور ضال سے مراد گنہگار ہی

ف [illegible]

ف [illegible]

ف [illegible]

اور بعضے کہتے ہین کہ ایمان دو چیزون کے بیچ مین ہی ایک خوف دوسری رجا سو مغضوب علیہم سے مراد
وہ لوگ ہین کہ حق تعالی کو صرف قہار جانتے ہین اور غفور نہین جانتے اور ضالین سے مراد وہ لوگ ہین
کہ اسکو محض غفور جان لیتے ہین اور قہار نہین جانتے سو اس مضمون کو قرآن شریف مین دوسری جگہ
فرمایا ہی کہ نَبِّئْ عِبَادِي أَنِّي أَنَا الْغَفُورُ الرَّحِيمُ وَأَنَّ عَذَابِي هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيمُ یعنی خبر دے
اے محمد میرے بندون کو اس بات کی کہ مین بڑا بخشنے والا مہربان ہون اور خبر دے اس بات کی کہ عذاب
میرا عذاب دردناک ہی سو غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کے معنی یہ ہوئے کہ نہ راہ دکھا ہمکو اون لوگون کی
کہ تجھکو صرف قہار جانتے ہین اور تیری بخشش کی امید نہین رکھتے اور نہ راہ اونکی کہ تجھکو صرف بخشنے والا
جانکر گناہ کرتے ہین اور تیرے عذاب سے نہین ڈرتے اور جاننا چاہئے کہ اس سورہ کے پڑھنے کو جو ہر رکعت مین
بار بار مقرر کیا ہی سو وجہ اسکی یہ ہی کہ نماز کے ارکان سات رکن بہت بڑے ہین اور اوس سورہ کے
آیات بھی سات ہین سو ایک ایک رکن کے مقابل مین گویا ایک ایک آیت مقرر ہی مثلا بسم اللہ مقابل قیام کے
اور الحمد للہ رب العالمین مقابل رکوع کے ہی الرحمن الرحیم مقابل قومے کے ہی مالک یوم الدین
مقابل سجدے کے ہی ایاک نعبد وایاک نستعین مقابل جلسے کے ہی اہدنا الصراط المستقیم مقابل دوسرے
سجدے کے ہی صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین مقابل قعدے کے ہی اگر کوئی کہے
کہ بسم اللہ کو مقابل قیام کے رکھا ہی اور الحمد للہ رب العالمین کو مقابل رکوع کے رکھا ہی اسیطرح سے
ان سات کو انھین سات رکنون کے مقابل مین رکھنا کیا ضرور تھا اور رکنون کے مقابل مین
کیون نہ رکھا سو اسکا جواب بہت طول ہی کہ اس مختصر مین گنجایش اوسکی نہین ہی بڑی تفسیر مین
دیکھ لے اور اگر کوئی کہے کہ نماز مین ایک ایک رکن ہی سجدے دو کیون مقرر ہوئے ہین سو اسکا جواب
کئی طرح پر لوگون نے لکھا ہی بعضے کہتے ہین کہ سجدۂ اولی وہ سجدہ ہی کہ روز ازل کیا تھا اور دوسرا
سجدہ مقرر ہوا ہی شکر کے واسطے کیونکہ اگر وہ توفیق نہ دیتا تو پہر گزشتے سجدہ ازل ہی نہ ہو سکتا سو سجدۂ اولی کا
نام سجدۂ ازلی ہی اور دوسری سجدے کا نام سجدۂ شکر ہی اور بعضے کہتے ہین کہ ہر بات مین دو گواہ مقرر ہوا کرتے ہین
سو قیامت کو یہ دونون سجدے گواہی دوینگے اس عبادت پر اور بعضے کہتے ہین کہ یہ مسئلہ مشہور ہی

ف ۱

ف ۲

ف ۳

جو شخص کھڑا ہو کر عبادت کرے اوسکو پورا اجر ملیگا اور جو شخص بیٹھکر عبادت کرے اوسکو آدھا اجر ملیگا
سو سجدہ حالت جلوس میں ہوتا ہی اسواسطے دو سجدے مقرر کیے ہیں تاکہ پورا اجر پاوے اور جاننا چاہیے
کہ اس سورۃ میں سات حرف نہیں آئے ہیں اسواسطے کہ وہ سات حرف سات طرح کی عذاب پر
دلالت کرتے ہیں جو کہ اس سورۃ میں بالکل رحمت بھری ہوئی ہی اسواسطے اون حرفون کا لانا مناسب
نہوا وہ سات حرف یہ ہیں ثا و جیم و خا و زا و شین و ظا و فا سو ثا سے اشارہ ثبور ہی یعنی ہلاکت
جیم سے اشارہ جحیم ہی اور خا سے اشارہ خزی ہی اور زا سے اشارہ زفیر ہی کہ آواز دوزخیون کی ہے
یا اشارہ زقوم ہی اور زقوم ایک درخت ہی دوزخ میں کہ جڑ اوسکی ساتوین دوزخ کی تلے ہی اور شین سے
اشارہ شہیق ہی اور شہیق کہتے ہیں دوزخیون کی چیخ کو چنانچہ حق تعالی فرماتا ہی لہم فیہا زفیر
و شہیق یعنی واسطے اونکے دوزخ میں آواز سخت ہی اور چلانا اور ظا سے مراد لظی ہے وہ جہنم میں
ایک طبقہ ہی کہ اوسکا نام لظی ہے اور فا سے مراد فراق ہی کہ دوزخ میں ہر کسی کو جدائی رہیگی سو جو
شخص اس سورہ کو پڑھیگا ان ساتون عذابون سے محفوظ رہیگا فائدہ علما نے کہا ہی یہ سورہ دوبار نازل
ہوئی ہی ایک بار مکے میں اور ایک بار مدینہ میں اسواسطے اسکا نام سبع المثانی آیا ہی اور صاحب مدارک
نے لکھا ہی کہ بعضے عالمون کے نزدیک یہ سورہ پہلے مکے میں نازل ہوئی ہی اور وقت فرض ہونے
نماز کے مدینے میں نازل ہوئی لیکن صحیح یہ ہی کہ مکے میں نازل ہوئی ہی وقت فرض ہونے نماز کے
اور مدینے میں نازل ہوئی ہی جسوقت نماز کا حکم ہوا اوسطرف کعبے کی اور جاننا چاہیے کہ نام اس
سورۃ کے بہت ہیں لیکن تھوڑے سے بیان کیے جاتے ہیں سو اسطے اس مختصر میں گنجائش سب ناموں کی
نہیں ہوسکتی ہی ایک نام فاتحۃ الکتاب ہی اور وجہ اس نام کی یہ ہی کہ کتاب الہی کو اس سورۃ کے ساتھ
شروع کرتے ہیں اور دوسرا نام فاتحہ ہی وجہ اس نام کی یہ ہی کہ نماز میں پہلے اسیکو پڑھتے ہیں اور کتاب کے
شروع میں اسیکو لکھتے ہیں اور تیسرا نام سورۃ الحمد ہی وجہ اس نام کی یہ ہی ابتدا اسکا ساتھ لفظ حمد کے ہی اور چوتھا
نام سورۃ الشکر ہی وجہ اس نام کی یہ ہی کہ حمد بنا و شکر کی ہی جسنے حمد کی اوسکو شکر گزار کہا جاتا ہی اور پانچوان
نام سورۃ الکنز ہی وجہ اسکی یہ ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہی کہ نزلت سورۃ الفاتحۃ

مِنْ کَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ یعنی نازل ہوئی ہو سورۂ فاتحہ اوس خزانے سے جو نیچے عرش کے ہے
اسواسطے نام اسکا سورۃ الکنز ہوا اور چھٹا نام سورۃ المناجات ہو وجہ اس نام کی یہ ہو کہ بندہ اس
بندی کی ساتھ مناجات کرتا ہی اور ساتوان سورۃ التفویض ہو وجہ اس نام کی یہ ہو کہ بندہ ایاک نستعین
کہکر اپنے تمام کامون کو حضرت حق کی طرف سپرد کرتا ہی اور آٹھوان نام سورۃ الوافیہ ہو وجہ اس نام کی
یہ ہو کہ یہ سورہ اپنے پڑھنے والے کو ثواب بھرپور دلواتی ہی اور نوان نام سورۃ الشافیہ ہے وجہ
اس نام کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ فَاتِحَةُ الْکِتَابِ شِفَاءٌ
مِنْ کُلِّ دَاءٍ یعنی سورہ فاتحہ شفا ہی ہر بیماری کی وجہ اس نام کی یہ ہو کہ حق تبارک وتعالیٰ
نام ایک ظلمت کو دور کر دیتا ہے سو بیماری بھی ظلمت ہی اوسکو بھی اس سے شفا ہو جاتی ہی اور دسوان
نام سورۂ رقیہ ہی اور رقیہ کہتے ہین منتر کو سو وجہ اس نام کی یہ ہی کہ جس بیمار پر پڑھکر دم کردیوی وہ
بیمار تندرست ہو جاوی چنانچہ ایک صحابی نے زہر کی والے پر اس سورہ کو پڑھکر دم کر دیا تھا وہ اوسیوقت
تندرست ہوگیا اور گیارھوان نام سورۃ الاساس ہو وجہ اس نام کی یہ ہی کہ یہ سورہ نماز کی
رکن ہے اور نماز کی بنیاد اسی سورہ پر موقوف ہی اور بارھوان نام سورۃ الصلوۃ ہی وجہ اس نام کی
یہ ہی کہ نماز مین اسکا پڑھنا بہت ضرور ہی چنانچہ ابوہریرہؓ نے روایت کی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور
حضرت نے روایت کی ہی حق تعالیٰ سے کہ فرمایا ہی حق تعالیٰ نے کہ نماز کو تقسیم کیا ہی مین نے درمیان اپنے اور درمیان
اپنے بندے کے آدھی میرے واسطے ہی اور آدھی بندے کے واسطے ہی سو جسوقت کہتا ہی بندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
حق تعالیٰ فرشتون سے فرماتا ہی کہ دیکھو بندہ میرا مجکو یاد کرتا ہی اور جب بندہ کہتا ہی کہ الحمد للہ رب العالمین
حق تعالیٰ فرماتا ہی کہ دیکھو بندہ میرا میری خوبیان بیان کرتا ہی اور جب بندہ کہتا ہی الرحمن الرحیم حق تعالیٰ
فرماتا ہی کہ بندہ میرا بزرگی و تعظیم کے ساتھ مجکو یاد کرتا ہی اور جب بندہ کہتا ہی مالک یوم الدین حق تعالیٰ
فرماتا ہی کہ بڑائی بیان کرتا ہی بندہ میرا اور جب کہتا ہی ایاک نعبد و ایاک نستعین حق تعالیٰ فرماتا ہی
کہ مضمون اس آیت کا مشترک ہی درمیان میرے اور درمیان بندے میرے کی کیونکہ عبادت حق میرا ہی اور مدد
طلب کرنا حق بندے کا ہی سو ایاک نعبد کہنے سے حق میرا ادا کیا و ایاک نستعین کے کہنے سے حق اپنا طلب کیا اور جب

ف سورۃ المناجات ۱۲
ف سورۃ التفویض ۱۲
ف سورۃ الوافیہ ۱۲
ف سورۃ الشافیہ ۱۲
ف سورۃ رقیہ ۱۲
ف سورۃ الاساس ۱۲
سورۃ الصلوۃ ۱۲

بندہ کہتا ہی اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین حق تعالی
فرماتا ہی کہ یہ مضمون تمام واسطے بندے میرے کے ہی اور اوسکو سوال اوسکا دونگا یعنی راہ سیدھی دکہاؤنگا
اور غضب اور گمراہی سے پناہ مین رکھونگا اور تیرھوان نام سبع المثانی ہی وجہ اس نام کی یہ ہی کہ ہر رکعت
اور ہر نماز مین یہ سات آیات بار بار پڑھی جاتی ہین اور نماز مین پہلے انہین آیات کو پڑھتے ہین سو اسکی
وجہ یہ ہی کہ حق تعالی کی راہ کے سات دروازے ہین اور یہ سات آیات کنجیان ہین ساتون دروازون کی
سو بندہ جسوقت ان ساتون کنجیون سے اُن ساتون دروازون کو کشادہ کرتا ہے تو اوسوقت
اوس راہ مین داخل ہوتا ہی اور نماز مین اوسکو کیفیت آتی ہی یہانتک کہ دنیا و ما فیہا سے غافل
ہوجاتا ہی اور کلام الٰہی کو سماعت کرنے لگتا ہی اسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نماز معراج ہی
مسلمانون کی سو وہ ساتون دروازے یہ ہین ایک تو ذکر دوسرے شکر تیسرے امید ہی چوتہی خوف ہے
پانچوین اخلاص ہے چہٹے دعا ہی ساتوین انس کرنا ہی ساتھ راہ انبیا و صلحا کے بسم اللہ الرحمن الرحیم
کنجی ذکر کی ہی الحمد للہ رب العالمین کنجی شکر کی ہی الرحمن الرحیم کنجی امید کی ہے مالک یوم الدین کنجی
خوف کی ہی ایاک نعبد و ایاک نستعین کنجی اخلاص کی ہے اہدنا الصراط المستقیم کنجی دعا کی ہی صراط الذین
انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کنجی انس کرنے راہ انبیا و صلحا کی ہے اسواسطے
ہر بار اس سورۃ کو نماز مین پڑھتے ہین تو ساتون دروازے کہلجاوین اور نماز خوبی کے ساتھ ادا ہووے
اور چودھوان نام اس سورۃ کا قرآن عظیم ہی وجہ اس نام کی یہ ہی کہ سب سورتون سے یہ افضل ہی
ثواب مین اور پندرھوان نام سورۃ تعلیم المسئلہ ہی وجہ اس نام کی یہ ہے کہ حق تعالی نے اس
سورۃ مین اپنے بندون کو مانگنے کا طور سکہایا ہی اور سولہوان نام سورۃ کافیہ ہی وجہ اس نام کی یہ ہی
کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اس سورۃ کا پڑھنا تمام سورتون پر کافی ہی اور تمام سورتون کا پڑھنا
اس سورۃ کو کفایت نہین کرتا ہی اور سترھوان نام ام الکتاب ہی اور ام القرآن بھی آیا ہی وجہ اس
نام کی یہ ہی کہ تمام علم قرآن کا اسکے بیچ مین موجود ہی اور جاننا چاہیے کہ آدمی کے اندر تین چیزین ایسی ہین کہ شیطان
اونکے سبب سے اوسکو بہت ہلاک کرتا ہی ایک شہوت ہی کہ آدمی اوسکی غلبی سے اپنے اوپر ظلم کرتا ہے

اور دوسرے غضب ہے کہ اوسکے سبب سے غیر پر ظلم کرتا ہے اور تیسرے یہ ہے کہ اوسکی حجت سے پروردگار کی
نافرمانی کرتا ہے یعنے اوسکے ساتھ شرک کرتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے اَلظُّلْمُ ثَلٰثَۃٌ فَظُلْمٌ
لَا یُغْفَرُ وَظُلْمٌ لَا یُتْرَکُ وَظُلْمٌ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّتْرُکَہٗ فَاَمَّا الظُّلْمُ الَّذِیْ لَا یُغْفَرُ
ھُوَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالظُّلْمُ الَّذِیْ لَا یُتْرَکُ ظُلْمُ الْعِبَادِ بَعْضُھُمْ بَعْضًا وَالظُّلْمُ الَّذِیْ
عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّتْرُکَہٗ ھُوَ ظُلْمُ الْاِنْسَانِ عَلٰی نَفْسِہٖ یعنے ظلم تین قسم کے ہیں ایک ظلم ہے کہ وہ
ہرگز نہ بخشا جائیگا اور ایک ظلم ہے کہ وہ ہرگز نہ چھوڑا جائیگا یعنے بغیر بدلے کے معاف نہ ہوویگا اور ایک ظلم ہے
امید ہے کہ اللہ معاف کرے سو وہ ظلم کہ نہ بخشا جاویگا شرک اللہ کے ساتھ ہے اور وہ ظلم کہ نہ چھوڑا جاویگا
ظلم بندوں کا آپس میں ہے کہ ایک دوسرے پر کرتا ہے اور وہ ظلم کہ امید ہے اللہ بخش دیوے گا وہ ظلم
بندے کا ہے اپنے نفس پر سو ان چیزوں سے چھ چیزیں اور پیدا ہوتی ہیں شہوت سے حرص اور بخل
پیدا ہوتا ہے اور غضب سے عجب اور تکبر پیدا ہوتا ہے اور ہوا سے کفر اور بدعت کا ظہور ہوتا ہے اور
ان چھ چیزوں سے ایک اور چیز پیدا ہوتی ہے کہ جسکا نام حسد ہے اور علامت حسد کی یہ ہے کہ تمام اخلاق
اوسکے بگڑ جاتے ہیں اور شیطان اوسپر بالکل اپنا قبضہ کر لیتا ہے اور آدمی خدا کی جناب میں ملعون
ہو جاتا ہے سو جب یہ تقسیم معلوم ہو چکی تو اب جاننا چاہئے کہ ان چیزوں کی علاج کے لیے حق تعالی نے اس
سورۂ ام الکتاب کو مقرر کیا ہے مثلاً جس وقت کہا آدمی نے سچے دل سے بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کلمۂ پاک سے
غضب اور شہوت اور ہوا زائل ہو جاتی ہے کیونکہ اس کلمے میں تین نام ہیں ایک ایک چیز کو زائل کر دیتی ہیں
اور جب کہا صاف دل سے الحمد للہ رب العالمین اوسوقت حرص اور بخل دونوں دور ہو جاتی ہیں
کیونکہ جب آدمی کو یقین ہوا کہ تمام جہان کا پالنے والا اللہ ہے تو اوسکے ساتھ یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ جو تمام عالم کو
پالتا ہے وہ مجکو بھی پالیگا پھر جب یہ یقین مضبوط ہو جاتا ہے تو اوسوقت حرص بالکل زائل ہو جاتی ہے
اور سمجھنے لگتا ہے کہ پرورش اوسکے اختیار میں ہے میرے حرص کرنے سے کچھ نہیں ہوتا ہے اور بخل بھی
جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ اپنے خاوند کی سخاوت دیکھکر آپ بھی سخاوت کرنے لگتا ہے اور
جب کہا الرحمن الرحیم مالک یوم الدین اس کلمے سے غضب دور ہوتا ہے کیونکہ اپنے مالک کو رحیم

غصہ کیا ہی و الحمد و پر اوسکے پھر بعد اوسکے خیال آیا کہ بہت سی لوگ سخی بھی ہوتی ہین اور کریم بھی ہوتی ہین
لیکن ہمت اونکی پست ہوتی ہے اس سبب سے مانگنے والون کی حاجت کو خوب طرح سے نہین روا کر سکتے ہین
سو جب حاجت روا نہوئی تو ایسے سے مانگنا کیا ضرور ہے اسواسطے آگے فرمایا ہے کہ مالک یوم الدین
یعنی مالک ہی روز جزا کا دنیا کی کیا حقیقت ہے ہمت اوسکی ایسی بلند ہے کہ قیامت کے روز اپنے بندون کو
کئی کئی چاندی اور سونے کی محل دیویگا اور طرح طرح کی باغون مین رکھیگا سو ہمت اوسکی بڑی بلند ہے
تیسے جو مانگا جاوے سو مانگو پھر اسکے بعد ایک اور ادب سکھایا کہ پہنچایا ہے تمکو کہ جب ہم تمہاری حاجت کو
روا کرین تو اوس وقت تم ہماری عبادت کرو اور ہماری دروازے پر بیٹھے رہو اور جب ہم تمھاری
حاجت کو انکار کرین تو اوس وقت دوسری لوگون کی تعظیم کرنے لگو اور اونکی دروازے پر جا جا مدد مانگنے لگو
سو ایسے غلام نمک حرام ہوا کرتے ہین تمکو یہ چاہیے کہ تم یون کہو ایاک نعبد و ایاک نستعین یعنی ہم تجھی کو
عبادت کرینگے اور تجھی سے مدد چاہینگے تو چاہے ہماری حاجت کو روا کر یا نہ کر ہم دوسرے کے
دروازے پر ہرگز نہ جاوینگے اور سوا تیرے کسی کی عبادت نکرینگے پھر اوسکے بعد ایک اور طور مانگنے کا
سکھایا کہ تم یہ نکیا کرو کہ جو چیز اپنے نزدیک اچھی دیکھو سو اوسکو مانگنے لگو کیونکہ بہتیری چیزین ایسی
ہوتی ہین کہ اونکو اپنے حق مین اچھا جانتے ہو اور وہ حقیقت مین بُری ہوتی ہین سو تم یہ دعا کرو
اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الضالین یعنی دکھا ہمکو راہ سیدھی
اور راہ اونکی کہ نعمت کی تو نے اون پر نہ راہ اونکی کہ جن پر غصہ ہوا تیرا اور نہ راہ اونکی کہ جو گمراہ
ہوگئے یعنی وہ چیزین ہمکو دے کہ جسمین راہ مستقیم ہماری قائم رہے اگر دنیا بھی دیوے تو ایسی دیوے
کہ جسمین ہمارا دین برباد نہووے اور ویسی دنیا نہ نصیب کر کہ جسمین تیرا غضب ہووے اور تیری
راہ کو ہم بھول جاوین آمین یا رب العالمین اور جاننا چاہیے کہ فضائل اس سورۃ کی بیچ بخاری شریف
مین لکھا ہے کہ ابو سعید نے کہا ہے کہ ایک روز مین مسجد نبوی مین نماز پڑھتا تھا کہ ناگاہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مجھکو پکارا مین نماز مین تھا اسواسطے مین نے جواب نہ دیا پھر نماز پڑھکر مین آیا اور عذر خواہی کی مین نے کہ
یا رسول اللہ مین نماز پڑھتا تھا فرمایا کہ اللہ نے نہین فرمایا ہے کہ جب رسول کے پکارے ہر وقت قبول کیا کرو

اللہ صاحب نے فرمایا ہی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ
یعنے اے مسلمانو قبول کرو حکم اللہ اور رسول کا جس وقت کہ پکارے تمکو پھر آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ
ہولے ہیں مجھکو چلنے مسجد کے نکلنے سے ایسی سورۃ تعلیم کروں کہ جو تمام قرآن شریف کی سورتوں سے بڑی
سورۃ ہی سو میں حضرت کے ساتھ ہولیا جب مسجد کے دروازے کے پاس پہنچے تب میں نے یاد دلایا
فرمانے لگے کہ وہ الحمد للہ رب العالمین ہے اور یہی ہی سبع مثانی اور قرآن عظیم اور حق تعالی اسکو نازل
کرنیکا مجھپر احسان رکھتا ہی اور ترمذی اور نسائی میں بھی مثل اس قصے کے سید القراء ابی ابن کعب سے
آیا ہی اور اوسمین یہی کلمہ واقع ہوا ہی کہ اَتُحِبُّ اَنْ اُعَلِّمَكَ سُوْرَةً لَمْ يُنْزَلْ فِي التَّوْرٰىةِ
وَلَا فِي الْاِنْجِيْلِ وَلَا فِي الزَّبُوْرِ مِثْلُهَا یعنے چاہتا ہی تو کہ سکھاؤں میں تجھکو ایک سورۃ کہ نہیں
نازل ہوئی توریت میں اور نہ انجیل اور نہ زبور میں مثل اوسکے کہا ابی ابن کعب نے کہ ہاں سکھاؤ مجھکو
یا رسول اللہ فرمایا کہ وہ سورہ ام القرآن ہی کہ ہر نماز میں تو اوسکو پڑھتا ہے اور مسلم میں ابن عباس
سے آیا ہے کہ ایک روز جبرئیل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ناگاہ آسمان سے
دروازہ کھلنے کی آواز آئی حضرت جبرئیل غور کرکے دیکھنے لگے اور فرمایا کہ جو کھلا ہی یہ دروازہ اس سے
پہلے آج تک کبھی کھلا نہیں پھر فرمانے لگے ایک فرشتہ آتا ہی آسمان سے کہ آدم کی پیدایش سے
کبھی نہیں آیا ہے زمین پر پھر اترنے میں وہ فرشتہ حضرت کے پاس آیا اور کہا خوش ہولے محمد صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کہ حق تعالی نے تجھکو دو نور دیے ہیں اور پہلے تیرے کسی نبی کو نہیں دیے ہیں ایک تو
سورۂ فاتحہ ہے اور دوسرے آمن الرسول ہی آخر تک کہ ان دونوں کے پڑھنے سے ایک ایک حرف پر
ثواب عظیم لکھا جاتا ہی انتہی اور بخاری و مسلم میں آیا ہی کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سانپ
بچھو کے کاٹے پر اس سورۃ کو پڑھکر دم کرتے تھے اور دیوانوں اور مرگی والوں پر بھی پڑھا کرتے تھے اور
حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سنکر جایز رکھتے تھے اور دارقطنی میں آیا ہی کہ ابن عساکر نے سنا ہے
سائب ابن یزید سے کہ وہ کہتے تھے کہ میرے درد پر حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سورۃ کو پڑھا تھا
اور بعد پڑھنے کے آپ دہن ایکا اوس درد پر لگا دیا تھا اور بیہقی نے بیچ شعب الایمان کے کہا ہے

کہ حضرت نے فرمایا ہی کہ فاتحۃ الکتاب شفا ہی ہر بیماری کو اور بزار نے اپنی مسند میں انس بن مالک سے
روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو شخص رات کو سوتے وقت سورۂ فاتحہ کو
اور قل ہو اللہ احد کو پڑھکر اپنے اوپر دم کریگا تو تمام شب امان میں رہیگا مگر موت سے ناچاری ہی
اور عبد بن حمید نے بھی اپنی مسند میں ابن عباس سے روایت کی ہی کہ فاتحۃ الکتاب برابر دو تہائی قرآن شریف
کے ہے ثواب میں اور ابو الشیخ اور طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ چار چیزیں مجھکو گنج عرش میں سے ملی ہیں اور کوئی چیز سوا ان چاروں کے اوس گنج میں
نہیں ملی ہے سو ایک تو ام الکتاب ہے دوسری آیۃ الکرسی تیسری خاتمہ سورۂ بقر کا چوتھی
سورۂ کوثر اور ابو الشیخ اور دیلمی نے روایت کی ہے ابو الدرداء سے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاتحۃ الکتاب کفایت کرتی ہی اوس چیز کی کہ کوئی چیز قرآن میں سے
کفایت نہیں کرتی ہی اور اگر سورۂ فاتحہ کو ترازو کے ایک پلے میں رکھیں تو مقرر سورۂ فاتحہ تمام قرآن
سے زیادہ ہوویگی اور ابو عبید نے فضائل قرآن میں حضرت حسن بصری سے مرسلاً روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے سورۂ فاتحہ کو پڑھا گویا توریت و
انجیل اور زبور اور فرقان کو پڑھا اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور وکیع نے اپنی تفسیر میں لکھا ہی کہ ابلیس
[illegible] چار دفعہ نوحہ کریگا اور [illegible] ایک تو اوس وقت
کہ جس وقت اوس پر لعنت ہوئی تھی اور دوسرے جس وقت کہ آسمان سے زمین پر پھینکا گیا اور تیسرے
جس وقت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہوئے اور خلقت کی طرف بھیجے گئے اور چوتھے جس وقت
سورۂ فاتحہ نازل ہوئی اور ابو الشیخ نے کتاب الثواب میں لکھا ہی کہ جس شخص کو کچھ حاجت ہووے
تو چاہیے کہ سورۂ فاتحہ پڑھا کرے اور بعد اوسکے اپنی حاجت مانگا کرے قریب ہی کہ اوسکی حاجت کو
حق تعالی بر لاوے اور ثعلبی نے شعبی سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے شعبی سے شکایت
درد گردن کی کی شعبی نے کہا کہ تو اساس القرآن پڑھا کر اور درد پر دم کر لیا کر اوس نے کہا
کہ اساس القرآن کونسی سورۃ ہے شعبی نے کہا سورۂ فاتحہ اور بعضے بزرگوں نے

تجربہ کرکے لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ اسم اعظم ہے اور پڑھنا اسکا ہر مطلب کو مفید ہے اور اسکے دو طریق ہین
اول یہ ہے کہ صبح کو درمیان سنت اور فرض کے ساتھ ملا دیجئے میم بسم اللہ کے ساتھ الحمد کے
اکتالیس مرتبہ پڑھے اور چالیس روز تک ناغہ نکرے پھر جو حاجت ہوویگی حق تعالی اوسکو روا کریگا
اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مہینے کے اول یکشنبہ کو درمیان سنت اور فرض فجر کے بغیر ملانے
میم کے ساتھ لام کے ستر مرتبہ پڑھنا شروع کرے اور ہر روز اوسی وقت دس دس بار کم کرتا جاوے
یہانتک کہ ہفتے کو ختم ہو جاوے اور اگر کسی پر جادو ہووے تو بھی سورۃ پانی پر دم کرکے چالیس روز تک
پلایا کرے اور اگر چینی کے پیالے پر اس سورۃ کو گلاب اور زعفران سے لکھکر چالیس روز تک
پلایا کرے تو ہر مرض کو اور ہر جادو کو مجرب ہے اور اگر دانت مین اور سر مین یا شکم مین کسیکے درد
ہووے اور اس سورۃ کو سات بار پڑھکر دم کرے تو بہت مجرب ہے تمام ہوئی تفسیر سورۃ فاتحہ کی الٰہی
حق تعالی ہمکو اور سب بھائی مسلمانون کو اسکا فائدہ نصیب کرے اور قرآن شریف کے معنی ہم
سب کو سمجھاوے اور شرک سے اور بدعت سے باز رکھے اور اپنے بندون کے گروہ مین ہمکو
داخل کرے اور سلف کے طریقے کی سیدھی راہ دکھاوے آمین آمین آمین یا رب العالمین

فائدہ کچھ حال مؤلف اس تفسیر کا لکھا جاتا ہے کہ مولوی حافظ محمد اکرام الدین صاحب
انکا نام تھا اور وار انکا وطن شاہجہان آباد انکا مقام تھا اور قدوۃ المفسرین زبدۃ المحدثین جناب
حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کی خدمت سے ذخیرہ سعادت دارین
حاصل کیا کرتے تھے اور ہمیشہ مجلس وعظ شریف سے فیضیاب معانی اور حقائق ہوا کرتے تھے
چنانچہ دو مرتبہ تمام و کمال درس قرآن مجید کا اور لطائف اور نکات اوسکے حضرت ممدوح کی
زبان سے سنے اور جواہر بیشمار دقائق و اسرار اون کے بیان سے چنے جب حضرت ممدوح نے
اس جہان گذران سے فردوس اعلی کو انتقال کیا مؤلف نے الہ آباد مین بطلب معاش شغل
عطاری کا اختیار کیا ساکنین وہان کے فصاحت اونکی شیفتہ اور لطف تقریر پر فریفتہ تھے